COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

خوفناک سمندری آنکھ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

"عنبر ناگ ماریا" کی قسط نمبر ۹۰ لے کر حاضر ہو رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا بہت زیادہ احساس رہتا تھا کہ آپ کو عنبر ناگ ماریا کی قسطیں ٹھیک وقت پر نہیں ملتی اور آپ کو مایوس ہونا پڑتا ہے۔ بھئی اس میں ہمارے دوستوں سلیم اختر اور جلال انور کا کوئی قصور نہیں تھا۔ کبھی کاغذ وقت پر نہیں ملتا تو کبھی بلاک وقت پر تیار نہیں ہوتے کتاب چھاپنا ایک بڑا لمبا اور تکلیف دہ مرحلہ ہے۔ بہر حال نیا مکتبہ اقرا نے اب فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر مہینے کی ۲۹ تاریخ کو آپکی خدمت میں عنبر ناگ، ماریا کی دو کتابیں ہر حالت میں پیش کیا کریں گے یعنی اب آپ ہر مہینے کی ۲۹ تاریخ کو اپنے اپنے قریبی بک سٹال پر جا کر عنبر ناگ ماریا کی دو کتابیں ہر حالت میں پیش کیا کریں گے۔ یعنی اب آپ ہر مہینے کی ۲۹ تاریخ کو اپنے قریبی بک سٹال پر جا کر عنبر ناگ ماریا کی اپنی پسندیدہ نئی قسط حاصل کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ اب اس میں دیر نہیں ہوا کرے گی اور آئندہ سے آپ کو عنبر ناگ ماریا کی دو کتابیں ہر ماہ کی ۲۹ تاریخ کو بک سٹالوں میں پر پڑی مل جایا کریں گی۔ آپ کو اب تک جو زحمت اٹھانا پڑی اس کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں۔

آپکا انکل

اے حمید

"راہ چمن" این ۸۵۴۔ سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- دہشتناک مرتبان
- ناگن کیٹی
- طوفان کی تباہی
- پراسرار نیلی مخلوق
- خوفناک سمندری آنکھ

دہشتناک مرتبان

یونانی جادوگر اپنے ہی منتر پڑھنے سے ماریا کے ہاتھوں سے غائب ہو چکا تھا۔

ماریا کے دونوں ہاتھ خالی رہ گئے۔ وہ حیران ہوتی کہ جادوگر اس کے ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑا کر کہاں غائب ہو گیا۔ جاتے جاتے جادوگر ماریا کو دھمکی دے گیا تھا کہ میں تم سے اس توہین کا ضرور بدلہ لوں گا اور تمہیں پتھر بنا ڈالوں گا۔ مگر اس وقت وہ اپنے ہی پھونکے ہوئے سب سے زبردست اور آخری منتر کی وجہ سے اپنی جان بچا کر غائب ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا اور ماریا سے دور یونان ہی کے ایک دوسرے شہر کی پہاڑیوں میں جا نکلا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کے سامنے پلنگ پر سکندر اعظم کی چچی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ایک تو اس نے ماریا کی غیبی آواز سن لی تھی۔ دوسرے جادوگر غائب ہو گیا تھا۔ سکندر اعظم کی چچی سکندر کو قتل کروا کر اپنے بیٹے کو ملک کورنتھ کا بادشاہ بنانا چاہتی تھی۔ ماریا نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ ملک چھوڑ کر چلی جائے اور سکندر کی چچی نے ڈرتے ہوئے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ ملک ایران اپنی بہن کے پاس چلی جائے گی۔ جب جادوگر غائب ہو گیا تو ماریا نے غصے میں سکندر اعظم کی سازشی چچی سے کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم شام ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

وہ کہنے لگی۔

"اے غیبی روح! میں وعدہ کرتی ہوں کہ شام ہوتے تک میں یہاں سے جا چکی ہوں گی۔"

ماریا اتنا کہہ کر واپس سکندر اعظم کے شاہی محل میں آ گئی۔ کیونکہ کیٹی اسی محل میں شاہی کنیز تھی۔ دوسری طرف ناگ اور عنبر الگ قافلوں کے ساتھ ملک عراق کی طرف سفر کر رہے تھے۔ ناگ تو ماریا اور کیٹی

کی تلاش میں تھا جو بن حُر کی حویلی ہی سے غائب ہو گئی تھیں اور اس کا خیال تھا کہ بن حُر کی حویلی میں جو اس کے دادا کے مقبرے کی تصویر لگی ہے دونوں اس مقبرے میں گم ہو گئی ہیں۔ کیونکہ ناگ نے اس مقبرے کی تصویر میں سیڑھیوں کے پاس کیٹی کے پاؤں کے نشان دیکھ لئے تھے اسے خبر ہی نہیں تھی کہ کیٹی اور ماریا اس گنبد کی مصیبت سے نکل کر دونوں یونانی عہد میں داخل ہو کر ایک دوسرے سے مل چکی ہیں۔

اس وقت حالت یہ تھی کہ ناگ اور عنبر تو رومن دور میں سفر کر رہے تھے۔ اور کیٹی اور ماریا یونانی دور میں رہ رہی تھیں۔ یعنی دونوں میں دو تین سو سال کا فرق تھا۔ چونکہ یہ عنبر ناگ ماریا کا واپسی کا سفر تھا اس لئے کیٹی اور ماریا تو دو تین سو برس آگے نکل چکی تھیں جب کہ عنبر اور ناگ اتنی ہی مدت پیچھے رومن دور میں زندہ تھے۔

نہ کیٹی اور ماریا کو ناگ عنبر کا پتہ تھا اور نہ عنبر ناگ کو خبر تھی کہ کیٹی اور ماریا کہاں ہیں؟

یہ بھی آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ ناگ نے سانپوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی دنیا کے ایک قانون کی خلاف ورزی کی تھی جسکی وجہ سے دنیا کا کوئی سانپ اب شیش ناگ کے حکم سے ناگ. کا حکم نہیں مانتا تھا۔ سانپ ناگ دیوتا کو دیوتا سمجھ کر اس کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ مگر اس کا حکم نہیں بجا لاتے تھے۔ ناگ اس کی وجہ سے بھی پریشان تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ کہیں اپنی طاقت اور اختیارات کو پھر سے بحال کرنے کے لئے کہیں اسے شیش ناگ سے جنگ نہ کرنی پڑ جائے۔ اس کے علاوہ سیفو کی روح نے اسے ایک خنجر بھی دیا تھا کہ اگر سفر میں تمہیں کبھی کوئی مصیبت پڑ جائے تو اسے ہوا میں اچھال دینا پھر اس کی کرامات دیکھنا۔ اب ہم بھی کہانی کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔

ماریا نے سکندر اعظم کے محل میں آکر کیٹی کو بتایا کہ اس طرح وہ جادوگر کو گردن سے پکڑ کر ہلاک کرنے والی تھی کہ وہ کوئی منتر پھونک کر غائب ہو گیا ہے اور جاتے جاتے دھمکی دے گیا کہ وہ مجھ سے بدلہ لے گا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"کیا تم جادوگر کی دھمکی سے ڈرتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ڈرنا میں جانتی ہی نہیں۔ یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے کہ ہم نے پہلے پانچ ہزار برس کا سفر کیا ہے۔ طرح طرح کی تکلیفیں سہی ہیں۔ بھیانک سے بھیانک حالات دیکھے ہیں اور اب پانچ ہزار سال کے واپسی کے سفر پر چلی جا رہی ہیں اور ہزاروں بار موت کا سامنا ہوا ہے۔ اب ہمیں کس بات سے ڈر لگے گا۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "یہ تو ٹھیک کہا تم نے ماریا بہن۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں آخر ہم کس لئے رہیں۔؟ سکندر اعظم کی جان ہم نے بچائی ہے۔ اب کیوں نہ عنبر اور ناگ کی تلاش میں نکلا جائے۔"

ماریا نے کہا:

"ہم نے انہیں دو تین سو سال پیچھے رومن زمانے میں چھوڑا تھا۔ اور اب ہم آگے نکل کر یونانی عہد میں آگئی ہیں۔ ہم پہلے کے زمانے میں اب جا نہیں سکتیں۔ تو پھر ان سے ہماری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے۔"

کیٹی بولی!

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ عنبر اور ناگ ہی کسی حادثے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے باعث اچانک تین سو برس کی چھلانگ لگا کر اس دور میں آ گئے ہوں۔ بہر حال ہمیں ان کی تلاش میں ضرور نکلنا چاہیئے۔"

ماریا کچھ دیر خاموش رہ کر کہنے لگی۔

"تو پھر چلو خداوند کریم کا نام لے کر یہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف اپنا سفر شروع کرتی ہیں۔ مگر پہلے میں اس بات کی تسلی کر لوں کہ سکندر کی ظالم بچی ملک ایران کو روانہ ہو چکی ہے کہ نہیں؟"

جب شام ہوئی تو محل میں سب کی زبان پہ یہی بات تھی کہ سکندر کی بچی شاہی محل چھوڑ کر ایران جا رہی ہے۔ سکندر اس کے باپ اور دوسرے شاہی خاندان کی عورتوں نے اسے بہت روکا مگر ماریا کی غیبی آواز سے وہ اس قدر خوف زدہ ہو چکی تھی کہ اس نے کسی ایک کی نہ سنی اور شاہی رتھ میں سوار ہو کر ملک ایران کی طرف روانہ ہو گئی۔

ماریا اور کیٹی بہت خوش ہوئیں کہ سکندر کے سر پہ سے مصیبت ٹل گئی ہے۔ ماریا نے سکندر کی بچی کے کان میں جاتے جاتے پھر پھونک دیا تھا کہ

اگر تم نے دوبارہ یہاں قدم رکھا تو میں تمہاری گردن اتار دوں گی۔ سکندر کی بچی خوف سے اچھل پڑی تھی اور کہا تھا۔

"نہیں نہیں ۔ میں یہاں کبھی نہیں آؤں گی۔ کبھی نہیں آؤں گی۔ مجھے معاف کر دینا۔"

سب لوگ حیران ہو کر اس کا منہ تکنے لگے کہ یہ کس سے باتیں کر رہی ہے؟

○

وہ رات کیٹی اور ماریا نے سکندر اعظم کے شاہی محل میں گذاری۔ جب دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو کیٹی چشمے سے پانی بھرنے کے بہانے محل سے نکلی۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ چشمے پہ جا کر کیٹی نے صراحی چشمے کے پتھروں کے پاس رکھ دی اور ماریا کی خوشبو سونگھ کر کہا۔

"چلو ماریا۔ ہم اس چشمے کی دوسری طرف کی پہاڑی ڈھلان سے اتر کر وادی میں داخل ہو جائیں گی اور پھر یونان کے کسی دوسرے شہر کی طرف چل پڑیں گی۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں عنبر ناگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے یہ ماریا کو اس لئے کہا تھا کہ وہ ماریا کو دیکھ تو سکتی نہیں تھی مگر وہ چاہتی تھی کہ ماریا اس کے ساتھ ساتھ سفر کرے۔ ماریا نے ہنس کر کہا۔

"کیٹی آج ہم کوئی پہلی بار اکٹھے سفر نہیں کر رہے ہزاروں سال سے اسی طرح سفر کر رہی ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں گی۔ تم مجھے نہیں دیکھ سکتی ہو مگر میں تو تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔"

کیٹی ابھی تک شاہی کنیز کے لباس میں تھی۔ وہ چشمے کی دوسری طرف سے ہوکر پہاڑی ڈھلان اترنے لگی۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ ماریا نے کہا۔

"تم نے شاہی کنیزوں کا لباس پہن رکھا ہے کیٹی کہیں لوگ یہ نہ سمجھ کر تمہیں پکڑ لیں کہ تم شاہی محل سے بھاگ کر آ رہی ہو۔ کیونکہ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ اس زمانے میں کوئی کنیز شاہی محل سے باہر نکل کر شہر میں نہیں آ سکتی تھی۔"

کیٹی نے کہا۔ "ہم تو شہر سے باہر ہیں۔ یہ تو جنگل کا علاقہ ہے اور بہت جلد ہم اس شہر کی سرحد پار کر کے دوسرے شہر میں داخل ہو جائیں گی۔

یہاں تو ہر شہر کی اپنی حکومت ہے اور اپنے قانون ہیں۔ وہاں میرے لباس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"تو پھر ذرا تیز تیز چلو۔ ابھی ہمیں ایک دریا بھی پار کرنا ہے۔"

وادی سے گزرنے کے بعد وہ دریا پر پہنچ گئیں۔ اس دریا پر یونانیوں نے ایک بھاری بھرکم بھدا سا پل بنا رکھا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"کیٹی ہم نے ۱۹۸۴ء عیسوی کے ترقی یافتہ زمانے کے نیویارک، لاہور اور لندن کے پل بھی دیکھے تھے۔ اب ذرا یہ پل بھی دیکھو۔ کتنا بھدا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"ارے بھئی زمانہ بھی تو دیکھو کہ کونسا ہے۔ تاریخ کے حساب سے ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ میں تو خلائی لڑکی ہوں۔ مگر ایک عرصے سے تمہارے ساتھ ہوں اور میں تم لوگوں کی ساری تاریخ پڑھ چکی ہوں۔"

ماریا کہنے لگی۔ "پیارے یسوعؑ ابھی تشریف نہیں لائے۔ میں ایک بار پھر ان کے زمانے میں پہنچ کر ان کی زیارت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکتی۔"

ماریا چونکہ عیسائی خاتون تھی اس لئے اسے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بے حد عقیدت تھی۔ ویسے عنبر ناگ اور کیٹی بھی سب پیغمبروں اور بزرگانِ دین کا بے حد احترام کرتے تھے کیٹی نے کہا۔

"اب تو ہم واپس نہیں جا سکتے۔"

ماریا نے پوچھا:

"کیٹی! کبھی تم نے سوچا ہے کہ ہمارا انجام کیا ہو گا؟ یعنی میرا مطلب ہے کہ پانچ ہزار سال پیچھے جا کر جب ہمارا سفر ختم ہو جائے تو پھر کیا ہو گا؟ کیا ہم سب ایکدم سے بوڑھے کھوسٹ ہو کر مر جائیں گے؟

یا پانچ ہزار سال پیچھے قدیم مصر میں پہنچ کر جہاں سے ہم چلے تھے اور جہاں سے ہمارا سفر شروع ہوا تھا۔ غائب ہو جائیں گے؟

کیٹی کہنے لگی۔ بھئی اس کے بارے میں میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میں تو تم لوگوں کو تھوڑی مدت ہوئی ملی ہوں۔ تم عنبر اور ناگ تو ہزاروں سال سے اکٹھے سفر کر رہے ہو۔

ماریا کہنے لگی۔

"ہم بھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک دوسرے سے ملے تھے۔ مگر پھر بھی ہمیں ملے پانچ ہزار سال سے کم عرصہ نہیں ہوا۔"

کیٹی مسکرائی:

"کس قدر پرانی دوستی ہے۔ میرا خیال ہے دنیا میں اتنی پرانی دوستی کسی کی نہیں ہو سکتی۔"

کیٹی کو ماریا کی آواز سنائی دی۔

"یہ تو تم نے ٹھیک کہا ہے۔"

وہ دریا کے پل پر سے گزر رہی تھیں۔ یہ قدیم یونان کا بڑا مشہور اور تاریخی دریا ٹائیبر تھا۔ اس دریا کے دوسرے کنارے پر دوسرے شہر کی حکومت شروع ہو جاتی تھی جس کا نام ایتھنز تھا۔

پیارے دوستو! تم نے سقراط کا نام ضرور سنا ہو گا۔ جس نے سچائی کی خاطر زہر کا پیالہ پی لیا تھا۔ دنیا کا یہ مشہور فلسفی اور بزرگ استاد اسی شہر کا رہنے والا تھا اس زمانے میں ایتھنز شہر میں علم و ادب کا بڑا چرچا تھا۔ بڑے بڑے مشہور فلسفی، شاعر اور ڈرامہ نویس یہاں رہتے تھے۔

کیٹی اور ماریا ایتھنز شہر کی چار دیواری کے ایک دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے شہر کے اندر داخل ہو گئیں اس وقت دن کافی نکل آیا تھا۔ یہ شہر بھی کافی کھلا اور کئی میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ شہر کے اندر بڑے بڑے باغ تھے۔ پہاڑی ڈھلانوں پر جنگل اُگے ہوئے تھے۔ دریا بھی شہر کے اندر سے ہو کر گزرتا تھا۔

شہر میں امیروں کے بڑے بڑے محل اور حویلیاں تھیں غریبوں کی تنگ و تاریک گلیاں بھی تھیں۔ اس شہر پر کوئی بادشاہ حکومت نہیں کرتا تھا بلکہ ایک پارلیمنٹ بنی ہوئی تھی۔ جس کے بہت سے ممبر تھے یہ لوگ امیر تھے اور شاہی محلوں میں رہتے تھے۔

کیٹی اور ماریا ایک چوک میں سے گزر رہی تھیں کہ دیکھتی ہیں کہ ایک نہایت حسین و جمیل شہزادی زمرد جواہر کی کرسی پر بیٹھی ہے۔ غلاموں نے کرسی کے تخت کو کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ ساتھ ساتھ ایک آدمی گھوڑے پر سوار چلا آ رہا ہے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں ایک ننگی تلوار ہے۔ ایک غلام ہاتھ میں مرتبان لئے ساتھ چلا آتا ہے۔

چوک میں پہنچ کر یہ لوگ رک گئے۔ تلوار والے آدمی نے غلام سے کہا۔

"یہ مرتبان لوگوں کو دکھاؤ۔"

غلام مرتبان لے کر لوگوں کو دکھاتے ہوئے آگے سے گزرنے لگا۔ جو کوئی مرتبان میں جھانک کر دیکھتا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور وہ بھاگ کھڑا ہوتا۔ کیٹی ذرا پیچھے کھڑی تھی۔ جب غلام مرتبان واپس لے کر اپنے آقا کے پاس چلا گیا تو آقا نے تلوار لہرا کر اعلان کیا۔

"جو کوئی اس مرتبان کا راز بتائے گا میں اس مرد کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر کے اپنا محل اسے دے دوں گا۔"

کیٹی نے آگے بڑھ کر ایک آدمی سے پوچھا کہ اسے مرتبان میں کیا نظر آیا تھا کہ وہ اسے دیکھتے ہی رونے لگا۔ وہ آدمی آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔

"میں نے مرتبان کے اندر ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا کہ ایک کالا سانپ اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور بار بار اپنا پھن اٹھا کر اس کے سر پر ڈس رہا ہے نوجوان درد سے کراہ رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔"

ہر کسی نے کہا کہ اس نے بھی یہی کچھ مرتبان کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا ہے۔ان سے خوبصورت نوجوان کی یہ حالت دیکھی نہیں گئی اور وہ غم سے رونے لگے۔گھوڑے پر سوار امیر ننگی تلوار لہراتا آگے بڑھ گیا۔غلام نے مرتبان اپنے سر پر رکھ لیا تھا اور حسین شہزادی کی سواری بھی آگے بڑھ گئی تھی۔

ماریا نے کہا۔

"کیٹی یہ کوئی جادوگر لگتا ہے۔لوگوں کو بیوقوف بنا رہا ہے۔"

اتنے میں ہجوم کے پیچھے پیچھے ایک عورت روتی فریاد کرتی نظر آئی۔اس کے بال کھلے تھے اور آنکھوں میں آنسو تھے۔وہ کہہ رہی تھی۔

"لوگو! میرے بیٹے کی جان بچاؤ۔اس ظالم جادوگر نے میرے اکلوتے بیٹے کو مرتبان میں بند کر دیا ہے۔ وہ اسے سانپ سے ڈسوا رہا ہے۔وہ نہ مرتا ہے نہ مرتبان سے باہر آتا ہے۔دیوتاؤ۔۔میری مدد کرو۔میرے بچے کو اس عذاب سے بچا لو۔"

اور عورت اپنا سر پیٹنے لگی اور اپنے بیٹے کا نام لے کر بین کرنے لگی۔کیٹی کا دل ایک دردمند دکھی ماں کی یہ حالت دیکھ کر بھر آیا۔اس نے ماریا سے کہا۔

"اگر یہ عورت ٹھیک کہہ رہی ہے تو یہ جادوگر بڑا سنگ دل ہے۔

اس نے ایک ماں کے اکلوتے بیٹے کو مرتبان میں بند کر کے زہریلے سانپ کے رحم و کرم پر چھوڑ رکھا ہے۔"

ماریا کہنے لگی

"ہمیں اس دکھی ماں کی مدد کرنی چاہیئے۔مگر پہلے اس سے پوچھو کہ اصل ماجرا کیا ہے اس کا بیٹا جادوگر کے مرتبان میں کیوں بند کیا گیا؟

کیٹی نے جب اس عورت سے اصل قصہ پوچھا تو اس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"بیٹی! زیوس میرا اکلوتا بیٹا ہے۔یہ جادوگر ایک دوسرے شہر کا رئیس ہے۔مگر اصل میں یہ کالا جادو جانتا ہے۔یہ اپنی بیٹی کو لے کر ہمارے محلے میں آکر رہنے لگا۔ میرا بیٹا زیوس اس کی بیٹی سے ملا اور دونوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔مگر اس لڑکی کا جادوگر باپ اس شادی کے خلاف ہو گیا وہ اپنی بیٹی کی شادی کسی رئیس کے بیٹے سے کرنا چاہتا تھا۔میرا بیٹا زیوس ایک معمولی مزدور ہے۔اس نے میرے بیٹے کو دھوکے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے گھر بلوایا اور پھر خدا جانے کیا جادو کیا کہ
اسے مرتبان میں بند کر کے سانپ چھوڑ دیا اب سانپ
سارا دن اسے ڈستا رہتا ہے۔ وہ نہ مردوں میں ہے
نہ زندوں میں۔ وہ مرتا بھی ہے اور پھر زندہ ہو
جاتا ہے اور سانپ اسے ڈسنے لگتا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"مگر یہ جادوگر مرتبان لوگوں کو کیوں دکھاتا پھرتا ہے؟"

وہ عورت کہنے لگی،

"یہ لوگوں کو خوف زدہ کرتا ہے کہ دیکھو اگر کسی
نے میری بیٹی سے شادی کی خواہش کی تو اس کا یہی انجام
ہو گا۔ اوپر سے اعلان کرتا پھرتا ہے کہ جو کوئی مرتبان
کا راز بتائے گا وہ اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر
دے گا۔ یہ بڑا قاتل اور خونی شخص ہے۔"

اور وہ عورت زار و قطار روتی جلوس کے پیچھے
پیچھے چل رہی۔

ماریا نے کیٹی کے قریب جا کر کہا۔

"کیٹی! کیا میں اس غلام سے مرتبان چھین لوں؟
کیونکہ جونہی مرتبان میرے ہاتھ میں آیا وہ غائب
ہو جائے گا۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا
ہمیں تو پہلے یہ پتہ کرنا چاہیئے کہ زیوس نوجوان
کو مرتبان سے باہر کیسے نکالا جا سکتا ہے اور وہ کونسا سحر
اور منتر ہے جس کو پھونکنے سے اس کا قد بڑا ہو جائیگا
کیونکہ اس وقت تو وہ مرتبان میں ایک تلی کے قد کے
برابر ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر تمہاری کیا رائے ہے؟"

کیٹی بولی۔ "میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ہمیں اس جادوگر
رئیس کا کسی طرح سے اعتماد حاصل کر کے اس سے دوستی
کرنی چاہیئے اور اسی سے یہ راز معلوم کرنا چاہیئے۔

"اچھا خیال ہے" ماریا کہنے لگی "تم پہل کرو میں تمہارے
ساتھ ہوں۔"

کیٹی نے کہا "میرے دل میں ایک اسکیم آئی ہے تم
میرے ساتھ رہنا۔"

"میں تو تمہارے ساتھ ہی ہوتی ہوں۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔ کیٹی ماریا کی مسکراہٹ تو نہ دیکھ
سکی۔ لیکن اس نے ماریا کی آواز سن لی تھی۔ کیٹی نے
ماریا سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک تو یہ مشکل ہو گئی ہے کہ اس میرے مسخرے جن کی چٹکی بجانے کی وجہ سے میری غلافی آنکھیں جو پہلے چوکور ہوا کرتی تھیں اب اس دنیا کے لوگوں کی طرح ہو گئی ہیں ۔ چوکور ہوتیں تو میں اس طرح جادوگر رئیس کے ساتھ دوستی کر سکتی تھی ۔"

ماریا نے کہا" تم چٹکی بجاؤ ۔ شاید تمہارا مسخرہ جن آ جائے اور تمہاری آنکھیں دوبارہ چوکور ہو جائیں ۔"

کیٹی مسکراتے ہوئے بولی ۔

" اس جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔ خدا جانے میں چٹکی بجاؤں تو عورت سے باگڑ بلی نہ بن جاؤں ۔ میں تو اب چٹکی بجاتے ہوئے بھی ڈرتی ہوں ۔"

ماریا نے کیٹی سے کہا کہ تم کو چٹکی بجائے بڑی دیر ہو گئی ۔ ذرا ایک بار بجا کر تو دیکھو ۔ کیٹی نے کہا میں کسی کی شکل کا اپنے دل میں تصور کر کے چٹکی بجایا کرتی تھی اور میں اسی کی شکل بن جاتی تھی اب میں کس کی شکل کا تصور کروں ؟ اور پھر اب تو ایسا ہونے لگا تھا کہ میں تصور کسی کا کرتی تھی اور شکل کسی اور بن جاتی تھی ۔ وہ کانوں پہ ہاتھ رکھ کر بولی ۔

" نہ بابا ۔ میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتی مجھے اب

اس جن پہ کوئی اعتبار نہیں رہا ۔"

ماریا نے کہا ۔"

اگر اس وقت تم اس جادوگر رئیس کی شکل اختیار کر سکو تو تم اپنے آپ کو اس کا ہم زاد کہہ کر اس مرتبان کا راز معلوم کر سکتی ہو اور ہم بد قسمت نوجوان زیوس کو مرتبان اور سانپ کی قید سے آزاد کرا کر اس کی والدہ کے حوالے کر سکتے ہیں ۔"

کیٹی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ چٹکی بجانے کا خطرہ مول لے لیکن جب ماریا نے اسے بد قسمت نوجوان زیوس کی دکھی والدہ کا حال یاد دلایا تو وہ مجبور ہو گئی ۔ اس نے کہا ۔

' ماریا ! میں صرف ایک دکھی ماں کے خیال سے چٹکی بجانے لگی ہوں ۔"

اس وقت وہ دونوں بازار کے کنارے ایک مجسمے کے پاس کھڑی باتیں کر رہی تھیں ۔ اور وہاں دوسرا کوئی نہیں تھا ۔ کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے دماغ میں اس جادوگر رئیس کی شکل کا نقشہ جمایا جو ابھی ابھی گھوڑے پہ سوار ننگی تلوار لئے لوگوں کو مرتبان دکھاتا اپنی خوبصورت بیٹی کے ساتھ بازار سے گذرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اور جس نے ایک بد نصیب ماں کے جگر کے ٹکڑے کو مرتبان میں سانپ کے حوالے کر رکھا تھا۔

اس کی شکل کا نقشہ دماغ میں بٹھاتے ہی کیٹی نے چٹکی بجا دی چٹکی بجاتے ہی کیٹی کو محسوس ہوا کہ اس کے جسم کا وزن ہلکا ہو گیا ہے۔ اس کو ماریا کی ہلکی سی چیخ بھی سنائی دی۔ اس نے جو گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو اس کے ہوش اڑ گئے کہ وہ سیاہ رنگ کی ایک ناگن بن چکی تھی اسے ماریا کی خوشبو اسی طرح آرہی تھی۔ وہ ماریا کو دیکھ نہیں سکتی۔ مگر ماریا اسے زمین پہ جلیبی کی طرح بل کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ ماریا کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"کیٹی! یہ کیا ہو گیا۔ کاش میں تمہیں چٹکی بجانے کے لئے نہ کہتی۔ یہ میں نے تم پہ ظلم کیا ہے کیٹی بہن مجھے معاف کر دینا۔"

کیٹی نے محسوس کیا کہ ماریا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اور آواز کی لہریں اس کے ناگن ایسے جسم سے ٹکراتے ہی اس کے دماغ میں ان الفاظ کے معنی آجاتے ہیں۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا کیا کہہ رہی تھی۔ اس نے بھی اپنے جسم میں سے ایک خاص بات

کی لہریں چھوڑیں۔ یہ لہریں ماریا کے غیبی جسم کی شعاعوں سے ٹکرائیں تو وہ بھی کیٹی کی بات سمجھ گئی۔ کیٹی نے کہا تھا۔

"ماریا! کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو"

"ہاں کیٹی! میں سمجھ رہی ہوں تمہارے جسم سے نکلی ہوئی لہریں میری سمجھ میں آگئی ہیں۔ کیٹی! میں ایک بار پھر تم سے معذرت چاہتی ہوں مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہیں مجبور کر کے تمہاری یہ حالت بنا دی"

کیٹی نے کہا۔

اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا ماریا۔ میں نے دو تین بار اپنی شکل کو سامنے رکھ کر خیال ہی خیال میں چٹکی بجائی ہے۔ مگر میں اصلی شکل میں نہیں آسکی"

ماریا بولی۔ خدا اس کم بخت جن کو غارت کرے جس کی چٹکی بجانے سے تمہارا یہ حال ہو گیا۔"

کیٹی کہنے لگی "میں تمہیں پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ مجھے اس جن پہ ———— کوئی بھروسہ نہیں رہا۔ جن کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

"میں اس چٹکی جن کا منہ نوچ لیتی اگر وہ میرے سامنے ہوتا ——"

اچانک ماریا اور کیٹی کو ہلکا سا دھچکا لگا۔ وہ اپنی جگہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ماریا اور کیٹی کو چٹکی جن کی گونج دار آواز سنائی دی۔

"کیا فضول چھڑ چھاڑ لگا رکھی ہے تم نے۔ میں تمہیں بھی اس کا مزا چکھاتا ہوں۔"

ماریا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس پر زور سے پھونک ماری ہو۔ وہ ہوا میں اوپر کو اچھل گئی۔ جس طرح کوئی کاغذ کے ہلکے سے ٹکڑے کو زور سے پھونک مار کر ہوا میں اچھال دے۔ ماریا ہوا میں اچھلی اور جب آہستہ آہستہ واپس زمین پر آئی تو اسے کوئی ہوش نہ رہا۔

وہ اس جگہ سے بالکل غائب ہو چکی تھی کیٹی نے اپنی ناگن کی آنکھیں گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا اسے ماریا کی کسی طرف سے خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ جن بھی غائب ہو گیا تھا۔ کیٹی نے اپنے جسم کی بے پناہ لہریں خارج کیں اور ماریا کو بار بار آوازیں دیں مگر ماریا وہاں ہوتی تو اسے جواب دیتی۔ وہ تو وہاں نہیں تھی۔

کیٹی نے چٹکی جن کو سخت الفاظ کہے مگر جن بھی وہاں پہ نہیں تھا۔

کیٹی کو اپنی حالت پہ ترس بھی آ رہا تھا اور حماقت پہ غصہ بھی آ رہا تھا کہ اس نے ماریا کا کہا مان

چٹکی کیوں بجائی۔ مگر اب پچھتانے سے کیا ہو سکتا تھا جو ہونا تھا۔ ہو چکا تھا۔ ماریا کو بھی چٹکی جن نے پھونک مار کر خدا جانے کہاں اور کس شکل میں غائب کر دیا تھا۔

کیٹی نے اپنے آپ کو دیکھا۔ وہ بمشکل ایک فٹ لمبی کالے رنگ کی ناگن بن گئی تھی اور پتھر کے مجسمے کے پاؤں کے پاس زمین پہ کنڈلی مارے بیٹھی تھی اس نے سوچا کہ جس دکھی ماں کی خاطر اس کا یہ حال بنا ہے اب اس کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے اور رئیس جادوگر کے دہشت ناک مرتبان سے اس کے نوجوان بیٹے زیوس کو رہائی دلانے کی کوشش کرے۔

یہ سوچ کر کیٹی نے بازار کے کنارے اس طرف رینگنا شروع کر دیا جدھر تھوڑی دیر پہلے رئیس جادوگر پر اسرار مرتبان اور اپنی حسین بیٹی کی سواری کے ساتھ گیا تھا۔ شہر کی یہ سڑک ایسی تھی کہ اس کے کنارے کنارے دکانیں نہیں تھیں بلکہ درخت اور جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ سڑک کی دوسری طرف دکانیں بنی ہوئی تھیں۔ جہاں یونانی لوگ چیزیں خرید رہے تھے۔ کیٹی جھاڑیوں میں بڑی تیزی سے رینگتی رئیس جادوگر کی سواری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس پہنچ گئی۔ جس تخت پر رئیس جادوگر کی بیٹی کرسی بچھائے بیٹھی تھی اس تخت کو غلام کاندھوں پر اٹھائے ایک شاندار محل نما حویلی کے بڑے دروازے میں داخل ہو رہے تھے۔ رئیس جادوگر گھوڑے پر بیٹھا ہاتھ میں تلوار لئے پیچھے پیچھے تھا۔

دہشتناک مرتبان والا غلام ان دونوں کے درمیان چل رہا تھا۔

کیٹی ایک درخت کے پاس آکر رک گئی اور ان لوگوں کو شاندار حویلی کے بڑے پھاٹک والے دروازے میں داخل ہوتے دیکھتی رہی۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو پھاٹک کا دروازہ بند کر دیا گیا اور باہر دو غلام تلواریں کاندھوں پر رکھے پہرہ دینے لگے۔ حویلی کی دیواریں ایک قلعے کی طرح اوپر کو چلی گئی تھیں اور اوپر جاکر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بند تھی۔ اب بدنصیب مرتبان کے قیدی نوجوان کی دکھی ماں بھی آنسو بہاتی اور اپنے جگر کے ٹکڑے، اپنے بیٹے زیوس کی جدائی میں بین کرتی وہاں آ گئی۔

کچھ دیر وہ یوں کھڑی روتی اور اپنے بیٹے کو آوازیں دیتی رہی۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی

آخر وہ بے چاری خود ہی روتی پیٹتی آنسو بہاتی وہاں سے واپس چلی گئی۔

ناگن کیٹی یہ سب کچھ دکھی دل کے ساتھ محسوس کر رہی تھی۔ اور خاموش ناگن والی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ حویلی کا پھاٹک بند تھا۔ باہر ننگی تلواروں والے حبشی غلام پہرہ دے رہے تھے۔ دن کی روشنی کم ہو رہی تھی۔ شام ہونے والی تھی۔ ناگن کیٹی نے سوچا کہ اسے حویلی کے اندر جانا چاہیئے اور وہاں رہ خوفناک مرتبان میں قید نوجوان پر کئے گئے جادو توڑ تلاش کرنا چاہیئے۔

وہ درخت کے پیچھے سے نکل کر حویلی کی دیوار طرف رینگنے لگی۔ اچانک ایک حبشی غلام کی نظر اُ پر پڑ گئی۔ اس نے شور مچا دیا۔

سانپ! سانپ!

دوسرا حبشی بھی اس طرف دیکھنے لگا۔ وہ نیزے لے کر ناگن کیٹی کی طرف لپکے۔ ناگن کیٹی دیوار کی طرف تیزی سے بھاگی۔ مگر وہ سانپ تھی۔ اتنا تیز نہیں بھاگ سکتی تھی۔ جتنا تیز انسان بھاگتے ہیں۔ حبشی غلام بہت جلد اس کے سر پر پہنچ گئے۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غلام نے ناگن کیٹی کی طرف نیزہ پھینکا جو اس کے قریب زمین میں کھُب گیا۔ ناگن کیٹی گھبرا کر واپس مڑی موت اس کے سر پہ پہنچ گئی تھی۔ اس نے ایک حبشی غلام کی طرف منہ کھول کر زور سے پھنکار ماری۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکلیں جو حبشی غلام کے جسم سے چمٹ کر شعلے بن گئیں اور غلام کے جسم کو آگ لگ گئی۔ وہ چیخیں مارتا ہُوا گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ دوسرا حبشی غلام اس پر ریت مٹی ڈالنے لگا مگر آگ کے شعلے نہیں بجھ رہے تھے۔ حبشی غلام دیکھتے دیکھتے جل کر کوئلہ بن گیا۔

ناگن کیٹی اتنی دیر میں حویلی کی دیوار پر چڑھ گئی تھی اور یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اس کو محسوس ہُوا کہ اس کے منہ میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ اگر وہ غصے میں کسی پہ پھنکارے تو اس کے منہ سے چنگاریاں نکل کر جلا دیتی ہیں۔ یہ بات عام سانپوں اور ناگنوں میں نہیں ہوتی۔ یہ خصوصیت خاص خاص سانپوں میں ہی ہوتی ہے وہ اس خاص بات کی وجہ سے رئیس جادوگر کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ اور وہ اسے ایک انمول ناگن جان کر اپنے پاس رکھ لے گا اور وہ وہاں رہ کر

وحشتناک مرتبان کے قیدی کی مصیبت کا راز معلوم کر سکے گی۔ اس نے حویلی کی دیوار پر سے ہی ایک اور پھنکار ماری اور اس کے منہ سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔

دوسرے حبشی نے اتنے عرصے میں شور مچا دیا تھا حویلی میں سے کچھ نوکر چاکر نکل کر باہر آچکے تھے اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے حبشی کی جلی ہوئی لاش اور دیوار سے چمٹی ناگن کے منہ سے نکلتے شعلوں کو دیکھ رہے تھے۔ نوکروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ ناگن کیٹی جلدی سے ایک پتھر کے سوراخ میں گھس گئی اور بار بار پھنکار پھنکار کر چنگاریاں نکالنے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح حویلی کا مالک رئیس جادوگر باہر آئے اور اسے دیکھ لے۔

حویلی میں شور مچا تو رئیس جادوگر بھی اپنے خاص غلاموں کے درمیان شاندار لباس پہنے حویلی کے پھاٹک سے باہر آگیا اور بولا "کیا شور مچا رکھا ہے تم لوگوں نے؟" جب اسے ساری بات بتائی گئی تو وہ دیوار کے پتھروں میں چھپی ناگن کیٹی کے منہ سے نکلنے والی چنگاریوں کو تعجب سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تیر مت چلاؤ۔ میں اسے زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن کیٹی نے بھی فقرہ سن لیا تھا۔ نوکروں سے تیر برسانے بند کر دیئے۔ ناگن کیٹی پتھر کے سوراخ سے باہر نکل آئی اور دیوار پر سے نیچے اترنے لگی۔ رئیس جادوگر بولا۔ "اسے چاروں طرف سے گھیر لو۔"

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگن کیٹی

ناگن کیٹی خود چاہتی تھی کہ اسے پکڑ لیا جائے۔

رئیس جادوگر نے غلاموں اور دوسرے نوکروں کے ساتھ مل کر ایک گول دائرہ بنا لیا۔ ناگن کیٹی درمیان میں کنڈلی مار کر خاموش بیٹھی رہی۔ رئیس جادوگر نے حویلی میں سے ایک پٹاری منگائی اور نیزے کی مدد سے ناگن کیٹی کو مجبور کیا کہ وہ اس میں داخل ہو جائے۔ کیٹی خاموشی سے پٹاری میں چلی گئی۔ رئیس جادوگر نے اسے اوپر سے بند کر دیا اور غلام سے کہا کہ پٹاری تہہ خانے میں پہنچا دی جائے۔

ناگن کیٹی پٹاری میں بند تہہ خانے کے اندھیرے میں پڑی تھی۔ ناگن ہونے کی وجہ سے وہ ہر قسم کی بو بڑی تیزی اور آسانی سے سونگھ سکتی تھی۔ ماریا تو اس سے بچھڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی تھی۔ ماریا کی بُو اسے بالکل نہیں آ رہی تھی۔ لیکن اسے ایک سانپ کی دھیمی سی بُو آ رہی تھی۔ لگتا تھا جس سانپ کی اسے بُو آ رہی ہے وہ تہہ خانے کی دیوار کی دوسری طرف ہے۔

تہہ خانے کی دوسری طرف ایک اور تہہ خانہ تھا جہاں رئیس جادوگر اسی وحشتناک مرتبان کو چبوترے پر رکھے اس کے اندر جھانک رہا تھا۔ مرتبان کے اندر نوجوان زیوس جیسے طلسم کے زور سے بالشت بھر کا بنا دیا گیا تھا بے بسی کے عالم میں بیٹھا تھا اس کی گردن سے سانپ لپٹا تھا اور اس کے سر میں بار بار ڈس رہا تھا۔ رئیس جادوگر نے کہا۔

"زیوس! تم ایک معمولی ماہی گیر کے بیٹے تھے۔ تم کو جرات کیسے ہوئی کہ تم میری بیٹی سے شادی کی خواہش کرو۔ اب تم کو اس بھیانک مرتبان سے کوئی نجات نہیں دلا سکے گا۔ یہ مرتبان تمہارا جہنم ہے اور تم اس میں قیامت تک رہو گے۔ اور موت کا سانپ تمہیں ڈستا رہے گا۔"

نوجوان زیوس کی ہلکی ہلکی کراہ کی آواز آ رہی تھی۔ رئیس جادوگر نے ایک قہقہہ لگایا اور مرتبان کا ڈھکنا بند

کر دیا۔

ناگن کیٹی نے رئیس جادوگر کے قہقہے کی آواز سُنی تو چوکنی ہو گئی۔ وہ تھوڑا سا زور لگا کر ٹپاری سے باہر نکل آئی۔ تہہ خانے میں گھپ اندھیرا تھا مگر ناگن ہونے کی وجہ سے کیٹی کو اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دے رہا تھا۔ سانپ کی بو اسے دیوار کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ دیوار میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔

ناگن کیٹی تہہ خانے کے دروازے کے پاس آ گئی دروازے میں جہاں باہر سے کنڈی لگی تھی اس جگہ ایک سوراخ تھا۔ کیٹی اس میں سے گذر کر دوسری طرف نکل گئی۔ یہ ایک لمبا اندھیرا راستہ تھا۔ جو سرنگ کی طرح کا تھا یہ حویلی کی نچلی منزل تھی جو زمین کے اندر بنائی گئی تھی پرانے زمانے میں امیر لوگ اپنی حویلیوں میں اس قسم کی زیر زمین تہہ خانے ضرور بنایا کرتے تھے۔ سانپ کی بو لیتی ناگن کیٹی آگے بڑھی۔ ساتھ والے تہہ خانے کا دروازہ بھی بند تھا اور باہر تالا لگا تھا۔ سانپ کی بُو اسی دروازے کے پیچھے سے نکل رہی تھی۔ ناگن کیٹی دروازے کے سوراخ میں سے اندر چلی گئی۔ اس تہہ خانے میں بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریکی تھی۔ پتھر کا ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر وہی مرتبان رکھا تھا۔ جس کو رئیس جادوگر کے حکم سے غلام لوگوں کو دکھاتا پھر رہا تھا اور جسے دیکھ کر لوگ رونے لگتے تھے۔ مرتبان کے اندر نوجوان بالشتیئے زیوس کو بار بار ڈسنے والے سانپ نے بھی ناگن کی بو سونگھ لی تھی۔

سانپ نے نوجوان زیوس کی کھوپڑی میں ڈسنا بند کر دیا اور مرتبان کے اوپر ڈھکنے کو تکنے لگا۔ اس سانپ پر رئیس جادوگر کے جادو کا اثر تھا اس لئے وہ مرتبان سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ مگر ناگن کی تیز بو اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ مرتبان کے باہر آئے۔ ناگن کیٹی بھی مرتبان کے پاس آگئی تھی اس نے اپنے منہ سے تھوڑا سا زور لگا کر مرتبان کا ڈھکنا ذرا سا کھسکا دیا اور مرتبان میں جھانک کر دیکھا۔

مرتبان کے اندر سانپ بے چینی سے مرتبان میں چکر لگانے لگا تھا نوجوان بالشتیئے زیوس حیران ہو کر اوپر تک رہا تھا۔ اسے اوپر ایک ناگن کا چہرہ دکھائی دیا۔ مگر زیوس بالشت بھر کا بنا دیا گیا تھا اور مرتبان کے اوپر جادو کا دائرہ بنا ہوا تھا جس کو نہ تو نوجوان

زیوس اور نہ ہی سانپ پار کر سکتا تھا۔ ناگن کیٹی بھی جب مرتبان میں اترنے کے لئے نیچے کی رینگنے لگی تو اسے ایک زبردست جھٹکا لگا۔

ناگن کیٹی نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"تم اس نوجوان پر یہ ظلم کیوں کر رہے ہو؟"

سانپ نے جواب دیا۔

"اے ناگن! مجھ پر میرے مالک نے جادو کر رکھا ہے۔ میں اس نوجوان کو بار بار ڈسنے پر مجبور ہوں میں اگر باہر نکلنے لگتا ہوں تو زبردست جھٹکا لگتا ہے۔ اور نیچے گر پڑتا ہوں۔"

ناگن نے کہا۔ "کیا اس نوجوان زیوس کو بھی تمہارے مالک نے جادو کے زور سے چھوٹا بنا دیا ہے؟"

"ہاں ناگن! سانپ نے جواب میں کہا۔ "میرے مالک کے پاس ایسا جادو ہے کہ اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ اب ہم جب تک زندہ ہیں اس مرتبان میں رہیں گے۔ مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے آگئی ہو؟"

ناگن کیٹی جواب دینے ہی والی تھی کہ اسے دروازے کی کنڈی کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے مرتبان کا ڈھکن اپنے سر اور دم کی مدد سے پیچھے کھسکا کر اپنی جگہ پر جمایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اندھیرے کونے میں جا کر چھپ گئی

دروازہ آہستہ سے کھلا۔ کوئی سیاہ پوش سایہ اندر داخل ہوا اور اس نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا اور پھر مرتبان کے قریب آ کر اس کا ڈھکنا اٹھایا۔ ناگن کیٹی اس انسانی سائے کو غور سے دیکھ رہی تھی اس کا سارا جسم سیاہ چادر میں لپٹا ہوا تھا اور سر بھی سیاہ رومال میں ڈھکا تھا۔

"میرے زیوس! مجھ سے تمہارا حال نہیں دیکھا جاتا میں تمہیں اس عذاب سے کیسے نکال سکتی ہوں۔"

ناگن کیٹی نے محسوس کیا کہ یہ کوئی لڑکی ہے۔ وہ کونے میں سے کھسک کر سامنے والی دیوار کے اندھیرے میں آ گئی یہاں سے وہ اس لڑکی کے چہرے کو اچھی طرح دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ یہ رئیس جادوگر کی حسین بیٹی تھی جو دوپہر کو کرسی پر بیٹھی بازار میں سے اپنے باپ کے ساتھ گزر رہی تھی۔ مرتبان کے اندر سے نوجوان زیوس کی باریک آواز آئی۔

"عمونا ——— میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں غریب ہوں۔ تمہارے باپ نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔"

عمونا نے کہا۔ "زیوس! میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔ میرا باپ جادوگر بھی ہے اس کے جادو کا میرے پاس توڑ نہیں ہے۔ اچھا۔ اب میں جاتی ہوں۔ کل آنے کی کوشش کروں گی۔"

رئیس جادوگر کی بیٹی عمونا تہہ خانے سے نکل گئی ناگن کیٹی نے مرتبان کا ڈھکنا کھسکا کر سانپ سے کہا۔ "تم سانپ ہو۔ تم اس حویلی کے سانپ ہو۔ کیا تم کو کوئی اندازہ نہیں کہ اس نوجوان کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی اس موت کے مرتبان سے کیوں کر نجات دلائی جا سکتی ہے"

سانپ نے کہا، "ناگن۔ میرا خیال ہے کہ رئیس جادوگر نے ایک نیولے کی مدد سے ہم سب پر جادو کر رکھا ہے۔ میں نے ایک بار دیکھا تھا کہ جادوگر نیولے کے ایک پتلے کو مرتبان کے اوپر پھیر رہا تھا اور منتر پڑھ رہا تھا۔ اگر کسی طرح تم اس نیولے کے پتلے کو پاش پاش کر دو یا اسے آگ لگا کر جلا ڈالو تو اس مرتبان کا طلسم ٹوٹ سکتا ہے اور میں اور یہ نوجوان آزاد ہو سکتے ہیں۔"

ناگن کیٹی نے کہا، "میں حویلی میں اس نیولے کے پتلے کو تلاش کر لوں گی۔ تم فکر نہ کرو مگر یہ بتا سکتے ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ یہ پتلا کس جگہ پر رکھا ہوگا؟"

سانپ نے کہا،

"اس حویلی کی تیسری منزل کے جنوبی کونے میں ایک اندھیری کوٹھڑی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ریبس جادوگر نے اس کوٹھڑی کے اندر صندوق میں نیولے کے پتلے کو چھپا رکھا ہے۔"

ناگن کیٹی بولی،" میں اس کوٹھڑی کو تلاش کرلونگی"

یہ کہکر ناگن کیٹی نے مرتبان کا ڈھکنا کھسکا کر واپس اپنی جگہ پر رکھا۔ اور رینگتی ہوئی تہہ خانے کے دروازے کے سوراخ میں سے باہر نکل گئی اس وقت باہر شہر میں رات پڑ چکی تھی۔ اور حویلی میں چراغ روشن ہو گئے تھے ناگن کیٹی اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتی، کبھی دیوار کے اوپر چھت پر رینگتی سیڑھیوں پر سے گزرتی نوکروں اور غلاموں اور کنیزوں کی آنکھ بچا کر آگے بڑھتی ہوئی حویلی کی تیسری منزل کے جنوبی حصے میں آگئی۔ سانپ کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔

یہاں ایک کوٹھڑی تھی جس کے دروازے پر بھاری تالہ لگا تھا۔ یہاں دیوار میں ایک جگہ چراغ بھی جل رہا تھا۔ ناگن کیٹی دروازے کے نیچے سے رینگ کر کوٹھڑی

کے اندر پہنچ گئی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ مگر ناگن کیٹی نے کونے میں ایک صندوق دیکھ لیا۔ وہ صندوق کے اوپر چڑھ گئی اور اس کے اندر جانے کا کوئی راستہ ڈھونڈھنے لگی۔ صندوق کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ناگن مایوس ہو چکی تھی کہ ایک دم سے اس کی نگاہ صندوق کے نیچے کونے میں ایک چھوٹے گول سوراخ پر پڑی جو اندر ہوا جانے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ ناگن کیٹی اس کے ذریعے صندوق میں داخل ہو گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ صندوق میں ایک نیولے کا پتلا کپڑے میں لپٹا پڑا ہے۔ صرف اس کی گردن اور دم باہر نکلی ہوئی ہے۔ جونہی ناگن کیٹی اس کی طرف بڑھی نیولے کے پتلے میں جان پڑ گئی اور وہ اچھل کر کپڑے میں سے باہر نکل آیا اور اس نے ناگن کیٹی پر حملہ کر دیا۔ وہ ناگن کی گردن اپنے نوکیلے دانتوں کی آری میں لے کر کاٹ دینا چاہتا تھا۔ ناگن کیٹی اچھل کر دوسرے کونے میں ہو گئی اور جان بچانے کی کوشش کرنے لگی۔ نیولا بار بار حملے کر رہا تھا۔

ناگن کیٹی نے محسوس کیا کہ اگر اس نے آخری ہتھیار استعمال نہ کیا تو نیولا اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی نیولے نے ناگن کی گردن دبوچنے کے لئے منہ کھولا ناگن کیٹی نے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے چنگاریاں نکلیں اور اس نے نیولے کے جسم کو آگ لگا دی۔ نیولے نے ایک بھی چیخ بلند نہ کی۔ وہ آگ کے شعلوں میں اپنی دم پر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بدل کر انسان کی شکل اختیار کر گیا۔ پھر یہ چہرہ بھی غائب ہو گیا اور اس کی جگہ بھیڑیئے کا چھوٹا سا منہ بن گیا اور پھر ناگن کیٹی کی آنکھوں کے سامنے وہ جل کر راکھ ہو گیا۔

ناگن کیٹی تیزی سے صندوق کے سوراخ میں سے باہر نکل آئی۔

وہ تہہ خانے کی طرف واپس جانے کے لئے کوٹھڑی سے باہر نکلی تو اسے سیڑھیوں میں روشنی نظر آئی ایک غلام شمع ہاتھ میں لئے اوپر آرہا تھا۔ ناگن کیٹی جلدی سے اوٹ میں چھپ گئی۔ جب غلام سیڑھیوں میں سے نکل کر دوسری طرف چلا گیا تو ناگن کیٹی تیزی سے لہراتی بل کھاتی اندھیرے راستوں سے گزرتی واپس تہہ خانے میں آگئی اور دیکھا کہ سانپ اور نوجوان زیوس مرتبان سے باہر آچکے تھے۔ سانپ نے ناگن

کو بتایا کہ مرتبان کا جادو ختم ہو چکا ہے مگر زیوس پر ابھی طلسم کا اثر ہے اور وہ ابھی تک چھوٹے قد کا ہی ہے۔

"اس کا طلسم کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟" ناگن کیٹی نے پوچھا۔

سانپ نے کہا۔ "یہ اس نوجوان سے ہی پوچھا جائے تو بہتر ہے۔ شاید اسے کچھ معلوم ہو۔"

ناگن نے کہا۔ "کیا یہ تمہاری زبان سمجھ لے گا؟"

"میں ایک عرصے سے اس کے ساتھ مرتبان میں رہا ہوں۔ یہ میری زبان سمجھ جائے گا۔"

یہ کہکر سانپ نے نوجوان بالشتئے زیوس سے اس پر کئے گئے طلسم کے بارے میں۔

پوچھا تو اس نے کہا۔"

مجھے یاد ہے کہ رئیس جادوگر جس روز مجھے اپنے غلاموں سے اغوا کروا کر حویلی کے تہہ خانے میں لایا تھا تو اس نے مجھے اپنے پلنگ کے نیچے رسیوں سے باندھ کر رکھ دیا تھا۔ آدھی رات کو پھر ایک جادو کا چراغ جلا کر میرے قریب کر دیا۔ جس کی روشنی میرے جسم پر پڑی تو میں ایک بالشت بھر کا چھوٹا ہو گیا پھر اس نے مجھے اس مرتبان میں ڈال دیا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ نے یہی بات ناگن کیٹی کو بتا دی اور کہا۔

"اب میں سمجھ گیا ہوں۔اگر کسی طرح تم اس جادو کے چراغ کو ڈھونڈھ کر اسے جلا کر پگھلا دو تو اس نوجوان کا قد پھر سے بڑا ہو جائے گا۔

ناگن کیٹی بولی۔

"میں جادو کے چراغ کو ڈھونڈھنے کی کوشش کروں گی مگر حیرانی کی بات ہے۔ کہ رئیس جادوگر کو ابھی تک نیولے سے پتلے کے جل کر راکھ ہو جانے کی خبر نہیں ہوئی۔"

ابھی یہ بات اس نے پوری کی ہی تھی کہ تہہ خانے کے باہر رئیس جادوگر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

سانپ نے کہا۔

"وہ اندر آ رہا ہے۔ اسے پتہ چل گیا ہے۔اب کیا کریں"

ناگن نے کہا۔

"اس نوجوان کو ساتھ لے کر تم مرتبان میں کود جاؤ اور وہی کام پھر سے شروع کر دو۔جلدی کرو۔ وہ آ رہا ہے۔"

سانپ نے نوجوان زیوس کو ساری بات سمجھائی اور وہ دونوں مرتبان میں واپس چلے گئے۔ناگن کیٹی نے مرتبان پہ ڈھکنا ڈال دیا اور خود کونے میں جا کر چھپ

گئی۔ تہہ خانے کا دروازہ کھلا اور رئیس جادوگر اپنی حسین بیٹی عمونا کے ساتھ اندر داخل ہوا۔عمونا نے کہا۔"

"ابا آپ یونہی پریشان ہو رہے تھے۔یہ دیکھیں مرتبان اپنی جگہ پہ پڑا ہے۔"

رئیس جادوگر نے ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو اس کے اندر زیوس ویسے ہی بیٹھا تھا۔سانپ اس کی گردن میں لپٹا تھا اور اس کی کھوپڑی کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد ڈس رہا تھا۔اس نے اطمینان کا سانس لے کر مرتبان پہ ڈھکنا چڑھا دیا اور بولا۔

"مگر جادو کے نیولے کو کس نے جلا ڈالا؟"

پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"عمونا میرے ساتھ آؤ۔میں نے آج ہی ایک ناگن پکڑی تھی جس کے منہ سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔میں اس کی مدد سے مرتبان پہ ایک ایسا جادو پھونکوں گا کہ یہ بڑے سے بڑے طاقتور آدمی سے بھی نہ کھل سکے گا۔"

عمونا نے کہا۔

"بابا! اسے معاف کر دیں۔یا اسے ایک ہی بار ہلاک کر دیں۔اس نوجوان کا گناہ اتنا گھناؤنا نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو آپ اسے سزا دے رہے ہیں۔"

رئیس جادوگر چلایا۔

"میں نہ اسے ماروں گا نہ زندہ رکھوں گا میں اسے موت اور زندگی کے درمیان لٹکا دوں گا اور یہ قیامت تک لٹکا رہے گا۔ چلو میرے ساتھ اس نئے جادو میں مجھے تم سے بھی مدد لینی پڑے گی"

عمونا اپنے ظالم جادوگر باپ کے ساتھ تہہ خانے سے نکل گئی۔

ناگن کیٹی جانتی تھی کہ جب وہ دوسرے تہہ خانے میں پٹاری کے پاس جائے گا تو اسے فوراً پتہ چل جائے گا کہ آگ لگانے والی ناگن فرار ہو چکی ہے۔ لیکن کیٹی کو زیادہ پریشانی اس لئے نہیں تھی کہ مرتبان کا خونی ڈرامہ اپنی جگہ پر اسی طرح دہرایا جا رہا تھا۔ اگرچہ یہ جھوٹ موٹ کا ڈرامہ تھا۔ وہ تہہ خانے کے دروازے سے نکل کر رئیس جادوگر کی خواب گاہ کی طرف چل پڑی اس نے اندھیرے میں رینگتے ہوئے حویلی کے سارے کمرے چھان مارے۔ آخر ایک جگہ اسے رئیس جادوگر کا بیڈ روم مل گیا۔ یہاں ایک آبنوس کا بہت بڑا پلنگ پڑا تھا۔ جس کے پائے چاندی کے تھے اور نرم بستر بچھا

تھا۔ دیواروں پر ریشمی پردے گرے ہوئے تھے۔ قیمتی سازو سامان سجا ہوا تھا۔

ناگن کیٹی سمجھ گئی کہ یہی رئیس جادوگر کی خواب گاہ ہو سکتی ہے۔

اس نے خواب گاہ میں چکر لگا کر جادو کا چراغ ڈھونڈھنا شروع کیا۔ اسے چراغ کہیں نہ ملا۔ وہ واپس جانے لگی تو رئیس جادوگر پریشانی کی حالت میں اندر آیا۔ اس کی بیٹی عمونا اور دو حبشی غلام بھی اس کے ساتھ تھے وہ بار بار چیخ رہا تھا۔

"تم سارے حرام خور ہو گئے ہو۔ ناگن پٹاری میں سے نکل بھاگی ہے۔ وہ کہاں جا سکتی ہے۔ وہ حویلی کو آگ بھی لگا سکتی ہے۔ مجھے ساری حویلی پر طلسم پڑھ کر پھونکنا پڑے گا۔ مگر اس میں دیر لگے گی۔ جاؤ حرام خورد۔۔۔ ناگن کو تلاش کرو۔۔۔"

حبشی غلام سر جھکا کر تیزی سے باہر نکل گئے۔ عمونا کہنے لگی۔

"بابا۔۔۔ کہیں وہ ناگن آپ کو نقصان نہ پہنچا دے"

وہ بولا۔

"وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مجھ پر سانپ کے زہر اور آگ کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ میں طلسمی انجنیئر کھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پر بھی طلسم پڑھ کر پھونک دوں تاکہ تم بھی ناگن کی ہلاکت سے بچ جاؤ۔ یہاں قالین پر بیٹھ جاؤ۔"

حسین عمونا قالین پر بیٹھ گئی۔ رئیس جادوگر نے ایک الماری سے انسانی کھوپڑی نکال کر اس کے سامنے رکھی۔ پھر اپنے کرتے کی اندرونی جیب میں سے ایک کانسی کا چھوٹا سا چراغ نکالا اور اسے کھوپڑی کے اوپر رکھ دیا۔ کپّے میں سے تھوڑا سا زیتون کا تیل اس میں ڈال کر پتھروں کو رگڑ کر اسے روشن کر دیا اور آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنے لگا۔

ناگن کیٹی پلنگ کے نیچے چھپی یہ سارا کھیل دیکھ رہی تھی۔ یہی وہ طلسمی چراغ تھا۔ جس کی تلاش میں وہ وہاں آئی تھی۔ رئیس جادوگر کی آنکھیں بند تھیں یہ بڑا سنہری موقع تھا۔ ناگن کیٹی پلنگ کے نیچے سے رینگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ عمونا کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ اس لئے وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ناگن کیٹی کا نشانہ جادوائی چراغ تھا۔ اس نے اُسے گھور کر دیکھا۔ اور پھر اپنا منہ کھول کر اپنے جسم کی پوری طاقت اور پوری گرمی اور تپش کو جمع کر کے زور

سے پھنکار ماری۔ رئیس جادوگر اور عمونا اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ مگر اس دوران میں ناگن کیٹی کی بے حد گرم اور تپش والی پھنکار کی چنگاریوں نے کانسی کے چراغ کو آگ لگا دی تھی۔ یہ آگ اس قدر شدید تپش والی تھی کہ اس کا رنگ سفید تھا اور کانسی کے جادوئی چراغ میں سے انسانی چیخوں کی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں۔ رئیس جادوگر اور عمونا نے ناگن کو دیکھ لیا تھا۔ رئیس جادوگر نے کہا۔

"یہی وہ ناگن ہے۔ اس نے میرے طلسمی چراغ کو آگ لگا دی ہے۔ اسے مار ڈالو۔ چراغ پر پانی ڈالو۔"

رئیس جادوگر گھبراہٹ میں جیسے نیم پاگل ہو گیا تھا۔ طلسمی چراغ بے حد قیمتی تھا اور وہ اسے ہرگز نہیں کھونا چاہتا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی جادوگری قائم تھی۔ عمونا پانی لینے باہر کو بھاگی۔ رئیس جادوگر نے پلنگ کی چادر اٹھا کر طلسمی چراغ پر ڈال دی۔ چادر کو بھی آگ لگ گئی۔ وہ باہر کو دوڑا۔ ناگن کیٹی نے دیکھا کہ کانسی کا طلسمی چراغ پگھل کر لاوا بن کر بہنے لگا تھا۔

اب وہ بھی کمرے سے باہر کو دوڑی۔ کیونکہ کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ریشمی پردوں نے بھی آگ پکڑ لی تھی۔ حویلی میں آگ کا شور مچ گیا۔ ناگن کیٹی جس خفیہ اور اندھیرے راستے سے آئی تھی اسی راستے واپس تہہ خانے میں آگئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ مرتبان ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اور زیوس ایک چھ فٹ کا نوجوان بن کر اس کے قریب کھڑا ہے اور سانپ اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خود ناگن سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ ناگن نے سانپ سے کہا۔

"حویلی میں آگ لگ گئی ہے۔ طلسمی چراغ ختم ہو چکا ہے۔ یہاں سے نکل چلو۔ جلدی کرو۔"

سانپ نے یہ بات نوجوان زیوس کو بتائی تو اس نے کہا۔

"میں عمونا کے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ تم لوگ اپنی جان بچا کر حویلی کے پیچھے پہاڑیوں میں چلے جاؤ۔ میں عمونا کو لے کر آتا ہوں۔"

ناگن اور سانپ تہہ خانے کے سوراخ میں سے نکل کر دیوار پر رینگتے ہوئے زینے کی طرف دوڑے نوجوان اور طاقتور زیوس اب پورا چھ فٹ کا جوان بن چکا تھا۔ اس نے زور سے لات مار کر دروازہ توڑ ڈالا اور

عمونا کو پکارتا ہوا اوپر والی منزل کی طرف لپکا جہاں ایک افراتفری مچی تھی اور کمروں میں دھواں بھر رہا تھا۔ حویلی کا ایک حصہ آگ پکڑ چکا تھا۔ نوکر آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ رئیس جادوگر اپنے کمرے میں گھر گیا تھا۔ اس کی بیٹی عمونا اسے آوازیں دے رہی تھی۔

وہاں زیوس پہنچ گیا۔ وہ زیوس کو پھر سے بھرپور اونچے قد کا نوجوان دیکھ کر حیران ہوئی پھر پریشانی کے عالم میں بولی۔

"زیوس! میرے باپ کو بچاؤ۔ وہ اندر آگ میں گھر گیا ہے۔"

زیوس اگرچہ اس ظالم شخص کو بچانا نہیں چاہتا تھا مگر عمونا کی خاطر وہ دروازہ توڑ کر اندر گھس گیا۔ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے رئیس جادوگر کو دیکھا کہ قالین پر نیم بے ہوش پڑا ہے۔ وہ اسے گھسیٹ کر باہر نکال لایا اور پھر اسے کاندھے پر رکھا اور عمونا سے کہا

"حویلی سے باہر نکل چلو۔"

زیوس نے عمونا کے باپ کو حویلی سے باہر لا کر کھلی ہوا میں زمین پر ڈالا تو اسے ہوش آگیا اور وہ کھانستے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حویلی کو آگ لگ چکی اور وہ دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ زیوس کو جوان قد کے ساتھ دیکھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رئیس جادوگر نے کہا۔

"آہ! میں ہار گیا۔ تم لوگ جیت گئے۔ تمہاری پاک محبت جیت گئی۔"

عمونا نے کہا۔

"بابا! زیوس نے آپ کو بچا لیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کو کوئی نوکر باہر نہ نکالتا۔ کوئی بھی اندر نہیں جا رہا تھا"

رئیس جادوگر نے زیوس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیوس۔ تم نے میرا بھی دل جیت لیا ہے۔ آج سے تم دونوں کو اجازت ہے تم شادی کر کے خوش و خرم زندگی بسر کر سکتے ہو۔"

عمونا اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ زیوس نے بھی رئیس جادوگر کے ہاتھ چوم لئے۔ اور کہا۔

"میں عمونا کو ساری زندگی خوش رکھوں گا۔ مجھے حویلی کے جل جانے کا صدمہ ہے۔"

رئیس جادوگر نے کہا۔ "یہ اچھا ہی ہوا۔ اس میں میرا طلسم اور میری نفرت۔ سب کچھ جل گیا ہے۔ اب میں انسانوں سے پیار کرتا ہوں۔ اپنی بیٹی سے پیار کرتا ہوں اور اس کی خوشیوں سے پیار کرتا ہوں۔ تم میرے پہاڑ والے مکان میں جا کر اپنی نئی زندگی شروع کرو۔"

عمونا نے کہا۔ "بابا! آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے۔"

رئیس جادوگر بولا۔

"نہیں بیٹی! میں اب اس شہر میں نہیں رہ سکتا میں ملک افریقہ کی طرف نکل جاؤں گا جہاں میرا مرشد رہتا ہے۔ میں اپنی باقی زندگی لوگوں کی خدمت کرتے گزاروں گا۔ جاؤ دیوتا تمہارے نگہبان ہوں۔"

ناگن کیٹی اور سانپ حویلی کے پچھواڑے والی پہاڑیوں میں ایک جگہ چٹان کے اوپر بیٹھے حویلی کو آگ میں دھڑا دھڑ جلتے دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں گھوڑوں پر سوار زیوس اور عمونا آتے نظر آئے۔

ناگن نے کہا۔

"وہ دونوں آ رہے ہیں۔"

سانپ بولا۔ "آخر محبت نے فتح حاصل کی۔"

پہاڑیوں میں آ کر زیوس اور عمونا سانپ اور ناگن کو تلاش کرنے لگے۔ وہ خود ہی ان کے سامنے آ گئے

زیوس نے سانپ سے کہا۔

"تم میری زبان جانتے ہو۔ میں تمہاری زبان سمجھ لیتا ہوں۔ ناگن سے کہو کہ ہم دونوں اس کے بے حد شکرگزار ہیں۔ ہم نے شادی کر لی ہے اور اب پہاڑ پر اپنے مکان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر جا رہے ہیں کیا تم دونوں ہمارے ساتھ نہیں چلو گے؟"

سانپ نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں دوست مگر سوچتا ہوں کہ میں تمہیں ڈستا رہا ہوں۔ کیا تم مجھے قبول کر لو گے؟"

زیوس نے کہا۔ "وہ تم جادو کے اثر سے ایسا کر رہے تھے۔ جونہی جادو کا اثر زائل ہوا تم میرے دوست بن گئے تھے اور تم نے بھی ناگن کے ساتھ میری مدد کی تھی۔"

سانپ کہنے لگا۔ میں تمہاری کشادہ دلی کی داد دیتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور تم دونوں کی حفاظت کا کام سرانجام دوں گا۔ لیکن ناگن سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔"

سانپ نے ناگن کیٹی سے پوچھا تو وہ سوچنے لگی کہ اسے تو ابھی ماریا کو تلاش کرنا ہے کہ خدا جانے وہ کہاں گم ہو گئی ہے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ جا کر کیا کرے گی۔ اس نے بہانہ بنا کر انہیں ٹال دیا۔ زیوس سانپ اور عمونا نے ایک بار پھر ناگن کیٹی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور وہ ناگن کیٹی سے جدا ہوا

پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

ناگن کیٹی چٹان کے دامن میں اکیلی رہ گئی۔ اس وقت رات کا آخری پہر گزر رہا تھا اور کوئی دم میں سویرا ہونے والا تھا۔ کیٹی کا دماغ یہی سوچ رہا تھا کہ ماریا کہاں گم ہو سکتی ہے اسے ایک بار پھر چٹکی جن پر غصہ آ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے شاید ماریا گم ہوئی ہے۔ کیونکہ عین جس وقت وہ ناگن بنی اسی وقت ماریا کی خوشبو آنی بند ہو گئی تھی

اس نے اپنے ذہن میں اپنی شکل کا تصور جما کر خیال ہی خیال میں دو تین بار چٹکی بجائی کہ شاید وہ اپنی اصلی شکل میں واپس آ جائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی اور ناگن کی ناگن ہی رہی۔

اب اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگا کہ اس نے کیوں ماریا کے کہنے میں آ کر خوامخواہ چٹکی بجانے کا خطرہ مول لیا۔ نہ وہ چٹکی بجاتی اور نہ اس کا یہ حال ہوتا۔ کم بخت وہ چٹکی جن تو لگتا تھا اب اس کے خلاف ہو گیا ہوا ہے۔ جان بوجھ کر اسے تنگ کرتا ہے اور پھر اس کا تماشہ دیکھتا ہے۔ کیٹی نے دل میں سوچا کہ اگر کبھی اس کا آمنا سامنا ہو گیا تو اسے ایسی جلی کٹی سنائے گی کہ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی کیا یاد کرے گا۔ ناگ اور عنبر سے تو پہلے ہی سے
جدا تھی۔ اب ماریا کا بھی اسے غم کھانے لگا کہ خدا
جانے بے چاری کس حال میں ہو گی۔ کہاں ہو گی۔
ناگن کیٹی چٹان کے پتھروں سے کسکتی دوسری طرف
آ گئی ۔ ۔ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ آج سے ڈھائی تین
ہزار سال پہلے کے یونان کے آسمان پر ستارے صبح
کی آہستہ آہستہ بڑھتی ہوئی روشنی میں پھیکے پڑتے جا
رہے تھے۔ ڈھلان پر باغوں کے تختے پھیلے تھے جن
میں کہیں کہیں زیتون اور سرو کے درختوں کے جھنڈ
پچھلے پہر کے سرمئی اندھیرے میں پُر اسرار سے لگ
رہے تھے۔ ناگن کیٹی ان باغوں کی طرف چل پڑی۔
اس کے سامنے ایک ایسی منزل تھی جس کی اسے کوئی خبر
نہیں تھی۔

صبح ہو گئی۔ سورج کی روشنی پھیل گئی۔ ناگن کیٹی
باغوں، کھیتوں، میدانوں میں سے گذرتی نکلتی چلی گئی۔
کبھی کبھی اس کے دل میں خیال آتا کہ اس سے تو وہ
اپنے خلائی سیارے میں چلی جاتی تو اچھا تھا۔ کم از کم
اس مشکل سے تو نجات مل جاتی۔ ہو سکتا تھا اس
کے سیارے کا چیف اسے معاف کر دیتا۔ مگر اب تو وہ

ہمیشہ کے لئے اس زمین کی ہو کر رہ گئی تھی۔ نہ اس
کے پاس خلائی راکٹ تھا نہ خلائی گن تھی اور نہ کوئی
ایسا خلائی ٹرانسمیٹر تھا کہ جس کی مدد سے وہ اپنے
خلائی سیارے سے رابطہ قائم کر سکتی تھی۔ یہ خیال
سخت مایوسی کی وجہ سے کیٹی کے دل میں آ گیا تھا ورنہ
اسے معلوم تھا کہ خلائی سیارے کی مخلوق اسے کبھی
زندہ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ کسی وقت کیٹی کے دل میں
اس انسان کا خیال آ جاتا تھا جس کے بارے میں اس
نے جنوبی امریکہ کے ایک ملک پیرو کے ویران جنگلوں
اور صحراؤں میں سنا تھا کہ وہاں ایک خلائی آدمی
رہتا ہے۔ جو آسمان سے آیا ہوا ہے ۔
اور اب واپس اپنے خلائی سیارے پر نہیں جا سکتا
کیونکہ اس کا جہاز تباہ ہو چکا ہے۔ کچھ اسی قسم کی
افواہیں کیٹی نے پیرو کے علاقے میں سنی تھیں۔
خدا جانے کیوں کیٹی کو اپنی خلائی سیارے کی دنیا
بہت یاد آنے لگی تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ جس میدان
میں سے گذر رہی تھی وہ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے
بھرا ہوا تھا اور کیٹی کو رینگ کر چلتے ہوئے بڑی
دقت ہو رہی تھی۔ لیکن جلد ہی اس کے دماغ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی سیارے کا خیال نکل گیا اور وہ ناگ عنبر اور ماریا کو یاد کرتے لگی۔ اتنے محبت کرنے والے پیارے دوست اسے کسی خلائی سیارے میں نہیں مل سکتے تھے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

طوفان کی تباہی

چلتے چلتے شام ہو گئی۔

ناگن کیٹی ایک دوسرے شہر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس شہر کی پرانی چار دیواری اسے دور سے نظر آنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ اس چار دیواری کے اوپر جگہ جگہ برج بنے ہیں۔ جہاں اس ملک کے یونانی سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔ شہر کی فصیل کا بہت بڑا پھاٹک ہے جو بند ہے اور فصیل کے ارد گرد ایک گہری کھائی پانی سے بھری ہوئی ہے۔ آگے بہت بڑا میدان ہے۔

اس میدان کے پیچھے گھنے درختوں کا جنگل تھا۔ جہاں ناگن کیٹی کو دور سے ایک بہت بڑے گھوڑے کا سر درختوں میں سے باہر کو نکلا ہوا دکھائی دیا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دل میں حیران ہونے لگی کہ یہ اتنا بڑا گھوڑا اس جنگل
میں کہاں سے آگیا۔ جب وہ قریب پہنچی تو دیکھا کہ یہ
لکڑی کا بنا ہوا گھوڑا ہے جو بارہ چودہ منزل اونچا
ہے۔ اس کے پیٹ کے نیچے ایک دروازہ ہے جس کا
پٹ کھلا ہوا ہے۔ آس پاس جنگل میں فوج کے سپاہی
ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہیں۔ جگہ جگہ آگ کے الاؤ جل رہے ہیں
کیٹی ناگن کی شکل میں ایک ایسے خیمے کے قریب آئی جس
کے باہر فوج کے کچھ جرنیل لکڑی کی کرسیوں پر بیٹھے
باتیں کر رہے تھے۔ ناگن کیٹی کا جسم اب انسانی آوازوں
کو مفہوم میں تبدیل کر کے معنے سمجھنے لگ گیا تھا۔

یہ فوج کے جرنیل تھے اور درمیان میں آگ جلائے
کچھ فکر مند سے تھے۔ ناگن کیٹی یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ
لوگ اتنا بڑا لکڑی کا گھوڑا بنا کر اس سے کیا کام لینا
چاہتے ہیں۔ وہ ایک درخت کی شاخوں میں گھس کر
ان جرنیلوں کی باتیں سننے لگی۔ ایک یونانی جرنیل
کہنے لگا۔

"ترکیب بڑی پر اسرار اور خطرناک بھی ہے۔ اگر دشمن
کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو وہ گھوڑے کو کھڑے کھڑے
آگ لگا دے گا۔ اور ہماری فوج کے دو سو سپاہی

اندر جل بھن کر کباب ہو جائیں گے۔"

دوسرا جرنیل کہنے لگا۔ "انہیں کبھی شک نہیں پڑ سکتا۔
یہ ہمارے انجینئر کا کمال ہے کہ ہمارا بارہ منزلہ لکڑی کا گھوڑا
آہستہ آہستہ سر بھی ہلائے گا اور ہم اس پر لکھ دیں گے کہ
ٹروجن والوں کی طرف سے اسپارٹا کو یہ ایک تحفہ ہے۔"

تیسرا جرنیل بولا۔ "اور اسپارٹا والے یعنی ہمارے
دشمن گھوڑے کو رسوں سے کھینچ کر اندر قلعہ میں لے جائیں گے
اور جب رات گہری ہو جائے گی اور فتح کا جشن
منانے سپاہی نیند میں مدہوش ہو جائیں گے تو لکڑی
کے اس گھوڑے کے اندر سے ہمارے تازہ دم
چپکے سے تلواریں ہاتھوں میں لئے نکلیں گے اور
حملہ کر کے قلعے پر قبضہ کر کے اس کا دروازہ ہمارے
لئے کھول دیں گے اور ہم اپنی شکست کو فتح میں
بدل ڈالیں گے۔"

ناگن کیٹی نے اس دنیا کی تاریخ نہیں پڑھی تھی
مگر ناگ نے اسے بتایا تھا کہ ٹروجن یونان کا ایک
شہر تھا۔ بلکہ ایک خود مختار ریاست تھی جس کو سپارٹا
کی ریاست کی فوجوں نے شکست دی تو ٹروجن والوں
نے ایک نہایت عجیب چال چلی اور قلعے پر دوبارہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبضہ کر لیا۔ یہ وہ چال تھی۔ جس کو ناگن کیٹی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

جب سارے جرنیل اس بات پر راضی ہو گئے کہ انہیں لکڑی کے گھوڑے میں اپنی فوج کے دو سو سپاہی بھر کر دشمن کے قلعے میں داخل کرنے کا خطرہ مول لینا ہی ہو گا تو وہ اٹھ کر فوج کے خیموں کی جانب آ گئے۔ کیٹی بھی درخت سے اتر کر اب اس درخت پر آگئی۔ جس کے بالکل پاس ہی لکڑی کا گھوڑا کھڑا تھا بلکہ اس کی گردن پر جو مصنوعی بال لگے تھے وہ کیٹی کے درخت کی شاخوں کو چھو رہے تھے۔ ناگن کیٹی نے دیکھا کہ فوج میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے اور دو سو مضبوط اور جوان فوجیوں کو چنا جا رہا ہے۔ جب دو سو فوجی سپاہی چن لئے گئے تو لکڑی کے گھوڑے کے پیٹ کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے ساتھ ایک رسی کی سیڑھی لگا دی گئی۔ فوجی ایک ایک کر کے گھوڑے کی پیٹ میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ جب دو سو کے دو سو فوجی گھوڑے کے پیٹ میں داخل ہو چکے تو اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ رسی کی سیڑھی بھی اوپر کھینچ لی گئی۔ لکڑی کے اس بہت بڑے گھوڑے کے چاروں

پاؤں کے نیچے لکڑی کے بڑے بڑے چار پہیئے لگے تھے۔ سپاہیوں نے اسے آہستہ آہستہ دشمن کے شہر کی فصیل کی طرف گھسیٹنا شروع کیا۔ گھوڑا ایک دیو ہیکل جن کی طرح فصیل شہر کی طرف بڑھ رہا تھا اس وقت چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔

ناگن کیٹی نے سوچا کہ اسے پہلے شہر کے اندر جا کر دیکھنا چاہیئے کہ وہاں کے فوجی اس عجیب و غریب گھوڑے کے بارے میں کیا سوچتے ہیں تاریخ نے اس گھوڑے والے عبرت ناک واقعے سے جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی عنبر نے کیٹی کو بتا دیا تھا۔ مگر وہ تاریخ کے واقعات میں دخل نہیں دے سکتی تھی۔ یہ ان کے واپسی کے سفر کی ایک بہت بڑی شرط تھی۔ جو واقعات اور حادثات تاریخ میں ہو چکے تھے ان کو عنبر ناگ ماریا تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ملک بابل کے بادشاہ نے ایک نیک دل راہب کو جو بتوں کی پوجا نہیں کرتا تھا بلکہ ایک خدا کو مانتا تھا۔ دھوکے سے محل میں بلا کر قتل کروا دیا تھا۔ اب کیٹی، ناگ یا عنبر یا ماریا اس راہب کو یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ بادشاہ کے محل میں نہ جائے کیونکہ بادشاہ اسے قتل کروا ڈالے گا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لئے کہ تاریخ میں بادشاہ راہب کو قتل کروا چکا تھا اور اپنے واپسی کے سفر میں یہ ڈرامہ عنبر ناگ اور ماریا دوسری بار دہرایا جاتا دیکھ رہے تھے۔ اگر وہ راہب کو بتا دیں کہ وہ بادشاہ کے محل میں نہ جائے اور راہب فرار ہو جائے تو اس کے بعد ہونے والے سارے تاریخی واقعات میں ایک زبردست انقلاب آجائے اور خدا جانے اس دنیا کے سارے لوگ الٹ پلٹ ہو جائیں اور مرکھپ جائیں۔ اس لئے عنبر نے انہیں سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ تاریخ کے اہم ترین واقعات میں ہرگز ہرگز دخل نہ دیں۔

یہی وجہ تھی کہ ناگن کیٹی نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی زبان بند رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ سنگلاخ میدان میں سے رینگتی ہوئی لکڑی کے گھوڑے سے پہلے ہی فصیل شہر کے پھاٹک والی کھائی کے کنارے پہنچ گئی۔ ضرورت کے وقت فصیل شہر اور کھائی کے درمیان لکڑی کا ایک تختہ گرا دیا جاتا تھا۔ جس پر سے گزر کر فوج یا شہر کے لوگ اندر داخل ہوتے تھے۔ یہ لکڑی کا تختہ اس وقت اوپر اٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اسپارٹا والوں کو معلوم تھا کہ دشمن کی فوج ابھی تک قریبی جنگل میں ڈیرہ

ڈالے ہوئے ہے اور وہ واپس اپنے شہر کی طرف روانہ نہیں ہوئی۔

ناگن کیٹی کھائی میں اتر گئی اور پانی کے اوپر تیرتی دوسری طرف فصیل شہر کے پھاٹک پر پہنچ گئی۔ یہاں سے وہ دیوار پر چڑھی اور فصیل کے اوپر چوڑی دیوار پر آگئی۔ پھاٹک کے اوپر جو بارہ دری بنی ہوئی تھی اس بارہ دری میں اسپارٹا کی فوج کا سپہ سالار اور دو جرنیل کھڑے غور سے اندھیرے میں میدان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں ایک بہت بڑا گھوڑا آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ ایک جرنیل نے آہستہ سے کہا۔

" اتنا بڑا گھوڑا کہاں سے آگیا؟ کیا یہ کوئی بھوت ہے؟"

سپہ سالار بولا:" فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا جائے۔"

دوسرا جرنیل فوراً نیچے سیڑھیاں اتر کر بھاگا۔ طبل جنگ بج گیا۔ فوج کو چوکس کر دیا گیا۔ فصیل پر سپاہی تیر کمان نیزے اور کھولتا ہوا تیل لے کر پہنچ گئے۔ اتنی دیر میں لکڑی کا گھوڑا شہر کی دیوار سے تھوڑے فاصلے پر میدان میں آکھڑا ہو گیا تھا اور جو سپاہی اسے چلا کر لا رہے تھے وہ واپس روانہ ہو گئے تھے۔

جرنیل بولا۔" یہ دشمن کے سپاہی ہیں انہیں زندہ واپس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں جانے دینا چاہیئے۔"

سپہ سالار نے ہاتھ کے اشارہ سے منع کرتے ہوئے کہا۔

"وہ واپس جا رہے ہیں۔ انہیں جانے دو۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ لکڑی کا اتنا بڑا گھوڑا وہ یہاں کس لئے چھوڑ گئے ہیں؟"

اتنے میں دوسرا جرنیل واپس آگیا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"یہ شکست کھائے ہوئے دشمن نے ہمیں خوش کرنے کے لئے تحفہ دیا ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ ٹروجن والے بڑا عمدہ لکڑی کا کام کرتے ہیں اور بڑے بڑے بت تراشنے میں ان کا سارے یونان میں کوئی مقابلہ نہیں ہے۔"

سپہ سالار نے کہا: "فصیل پر ساری رات فوج کا پہرہ رہے گا۔ صبح کی روشنی میں اس کا معائنہ کریں گے۔"

جرنیل نے ہنس کر کہا۔ "حضور، صبح کے انتظار کی کیا ضرورت ہے؟ ہم ابھی چل کر اس گھوڑے کا معائنہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو اسے ابھی آگ لگا دیں گے۔"

سپہ سالار نے کچھ سوچا اور پھر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فوج کا حفاظتی دستہ تیار کیا جائے۔"

ناگن کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ مگر خاموش تھی

یہ تاریخ کا ایک بہت اہم واقعہ اور حادثہ تھا۔ جو تاریخ میں ہزاروں برس پہلے رونما ہو چکا تھا اور ناگن کیٹی کے سامنے ایک بار پھر دہرایا جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ عنبر ناگ کے ساتھ تاریخ کے واپسی کے سفر پر تھی اور تاریخی واقعات کو ایک بار پھر سامنے آتے اسی طرح دہرائے جاتے دیکھ رہی تھی۔

فوج کے دستے نے مشعلیں روشن کر کے ساتھ رکھیں اور سپہ سالار اپنے جرنیلوں کے ہمراہ پھاٹک سے نکل کر تختے کو عبور کر کے لکڑی کے گھوڑے کے پاس آکر رک گیا۔ فوج نے اپنے سپہ سالار کو چاروں طرف سے حفاظت کے لئے گھیر رکھا تھا۔ سارے سپاہی دشمن کے خیموں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں اب کہیں کہیں ہی آگ جلتی نظر آ رہی تھی۔ لگتا تھا کہ وہ جنگل چھوڑ کر کھانے کے بعد واپس جا رہے تھے۔

مشعلوں کی روشنی میں اس کئی منزلہ لکڑی کے گھوڑے کو چاروں طرف سے گھوم پھر کر دیکھا گیا۔ کہیں کسی جگہ بھی کوئی سوراخ یا لکڑی میں کوئی دراڑ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ٹروجن والے اس قدر ماہر کاریگر تھے کہ انہوں نے گھوڑے کے پیٹ پر کوئی ذرا سی لکیر یا سوراخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں چھوڑا تھا۔ حالانکہ گھوڑے کے پیٹ میں اس وقت دو سو خونخوار سپاہی تلواریں لئے بیٹھے تھے۔ کہ کب موقع ملے اور وہ شہریوں پر ٹوٹ پڑیں۔

سپہ سالار نے گھوڑے کے سینے پر یونانی زبان میں لکھی ہوئی تحریر کے آگے مشعل کی روشنی کی اور پڑھا لکھا تھا۔

"ٹروجن کی طرف سے اسپارٹا والوں کے لئے گھوڑے کا عظیم الشان تحفہ ——— ہم جنگ ہار گئے ہیں۔ مگر ہم بہادر دشمن کی قدر کرنا جانتے ہیں۔ ہم آپ کی فتح کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کے لئے گھوڑے کا یہ تحفہ بھیج رہے ہیں اسے شہر کے چوک میں نصب کر دیں یہ آپ کو اپنی شاندار فتح کی یاد دلائے گا۔"

سپہ سالار نے کہا۔ "ٹروجن کے لوگ بڑے بہادر ہیں وہ ہماری بہادری کی قدر کرتے ہیں۔ ہم اس گھوڑے کو شہر کے چوک میں نصب کریں گے۔"

ایک جرنیل نے کہا۔ "جناب عالی! اس میں خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"کیسا خطرہ؟" سپہ سالار نے سوال کیا۔

جرنیل نے کہا۔ "اس گھوڑے میں ہو سکتا ہے بارود

بھرا ہوا ہو اور یہ اچانک بھڑک کر تباہی مچا دے۔"

سپہ سالار نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

"تم اسپارٹا فوج کے جرنیل ہو کر ایسی بزدلانہ بات کر رہے ہو؟ بارود بھڑک اٹھے گا تو ہم اسے بجھا دیں گے۔"

سپہ سالار نے حکم دیا کہ لکڑی کے گھوڑے کو شہر کی فصیل کے اندر کھینچ کر لے جایا جائے۔ ناگن گیٹی دور فصیل کی بارہ دری کے اوپر بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ گھوڑے کو فوج گھسیٹ کر شہر کے اندر لا رہی ہے تو اسے تاریخ کے فیصلے پر یقین آ گیا۔ تاریخ میں بڑے بڑے جرنیل اور سپہ سالار بھی دھوکے کھا گئے ہیں۔

دوسری طرف جنگل میں چھپی ہوئی ٹروجن فوج کے جرنیل بھی یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جب انہوں نے لکڑی کے گھوڑے کو شہر کے اندر جاتے دیکھا تو فوج کو تیار رہنے کا حکم جاری کر دیا۔

گھوڑے کا سر اتنا اونچا تھا کہ جب وہ پھاٹک میں گذرا تو وہ چھت سے تھوڑا ہی نیچے رہ گیا تھا لکڑی کے گھوڑے کو شہر میں لاتے ہی پھاٹک بند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیا گیا اور تختہ اوپر اٹھا لیا گیا۔ شہر کے لوگ جو فتح کا جشن منا رہے تھے اس عجیب و غریب گھوڑے کو دیکھنے کے لئے امڈ پڑے۔ فوجی بھی بارکوں اور قہوہ خانوں سے باہر نکل آئے اور گھوڑے کے اردگرد خوشی سے رقص کرنے لگے۔ لکڑی کے گھوڑے کے پیٹ میں بنے ہوئے خفیہ سوراخوں میں سے اس کے اندر بیٹھے فوجی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے ان کا جرنیل ساتھ تھا اور ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

ناگن کیٹی شہر کی دیوار کے اوپر بنی ہوئی بارہ دری کی چھت پر بیٹھی یہ سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ لکڑی کے پہاڑ جتنے بڑے گھوڑے کو قلعے کے سامنے شہر کے چوک میں لا کر کھڑا کر دیا اور فتح کی خوشی میں ناچتے ہوئے لوگ اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔

رات گہری ہونے لگی۔ لوگ بھی تھک گئے تھے وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے گھروں کی روشنیاں گل ہو گئیں۔ دکانیں اور قہوہ خانے بند ہو گئے۔ ہر طرف بازار سنسان اور ویران ہو گئے۔ کبھی کبھی فوجی نیزہ تھامے پہرہ دیتا گھوڑے کے قریب سے گذر جاتا تھا۔

ناگن کیٹی کو معلوم تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے وہ جانتی تھی کہ ابھی چند سیکنڈ بعد اس شہر میں قیامت ٹوٹنے والی ہے۔ ٹروجن قوم کی فوجیں رات کے اندھیرے میں رینگتے ہوئے شہر کی فصیل کے قریب پہنچ گئی تھیں اور ایک خاص وقت کا انتظار کر رہی تھیں۔

بڑی خاموشی اور سناٹا تھا اچانک لکڑی کے گھوڑے کے پیٹ میں لکڑی کا تختہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھسک گیا اور اسکے اندر سے رسی کی بنی ہوئی ایک سیڑھی نیچے لٹکنے لگی اندر سے ایک سپاہی نیچے اترا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا پھر ہاتھ سے اوپر اشارہ کیا گھوڑے کے اندر سے ٹروجن سپاہی تلواریں ہاتھ میں لئے ایک ایک کر کے اترتے چلے گئے۔

وہ نیچے اتر کر ادھر ادھر اندھیرے میں چھپتے جاتے تھے۔ ابھی پچاس سپاہی گھوڑے کے اندر ہی تھے کہ دشمن فوج کا پہرے دار سپاہی ادھر سے گزرا اس نے جو لکڑی کے گھوڑے کے پیٹ سے رسی لٹکتے دیکھی تو بھاگ کر اس طرف آیا۔ وہ تلوار نکال کر آگے بڑھا ہی تھا کہ اندر سے ایک ٹروجن سپاہی نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکالے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی گردن تن سے الگ کر دی۔ جب سارے فوجی گھوڑے کے اندر سے باہر آ گئے تو وہ مکانوں کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کھسکتے شہر کے دروازے کی طرف بڑھے جو بند تھا اور اندر پہرہ لگا تھا۔

۔ دم سے سپاہیوں پہ ٹوٹ پڑے اور ان سب کو دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا۔ جلدی سے پھاٹک کھول کر تختہ پانی سے بھری ہوئی کھائی پر گرا دیا۔ باہر ان کی باقی فوج کے سپاہی اور جرنیل اسی لمحے کا انتظار کر رہے تھے وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور شہر کے اندر داخل ہوتے گئے۔ اب اوپر کھڑے سپاہیوں کو ہوش آیا۔ انہوں نے بگل بجا کر خطرے کا اعلان کر دیا۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

جو سپاہی پہلے سے اندر پہنچ چکے تھے انہوں نے نعرے بلند کئے اور شہریوں پہ ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے مکانوں میں آگ لگا دی اور سپاہیوں اور شہریوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہ آدھی رات کو اچانک حملہ کیا گیا تھا فتح کے نشے میں چور سپاہی بیدار ہو کر مقابلے پر آئے تو ٹروجن سپاہیوں نے انہیں گاجر مولی کی طرح

کاٹ کر رکھ دیا۔

صبح ہونے تک ٹروجن فوجیوں نے شہر اور قلعے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب اس شہر کے لوگوں اور جرنیلوں کو محسوس ہوا کہ انہوں نے جس لکڑی کے گھوڑے کو شکست کھائے ہوئے دشمن کا تحفہ سمجھا تھا وہ ان کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہوا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ دشمن پہ کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

ٹروجن سپاہیوں کو کھلی چھٹی مل گئی تھی۔ اور وہ شہر میں جی بھر کر لوٹ مار اور قتل عام کر رہے تھے۔

یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی۔ بے گناہ شہریوں کو مارنا ایک گھناؤنا کام ہے۔ مگر جب دشمن فوج شہر میں داخل ہوتی ہے تو وہ آگ اور خون کی آندھی بن جاتی ہے اور جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے جل کر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے پیارے وطن پاک کی مضبوطی کے لئے مل جل کر محنت اور دیانتداری سے کام کریں اور اسے اتنا مضبوط اور طاقتور بنا دیں کہ دشمن کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہو۔

ناگن کیٹی نے قوموں کو ہنستے اور بگڑتے اور تباہ ہوتے دیکھا تھا۔ وہ اس وقت بھی اسپارٹا شہر کو آگ اور خون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سیلاب میں بہتے دیکھ رہی تھی۔ اسے خود بھی فکر تھی کہ اگر اس پر کسی کی نظر پڑ گئی تو کہیں وہ اسے بھی دو ٹکڑے نہ کر دے۔

وہ بارہ دری کی چھت سے اتری اور دیوار پر رینگتی ہوئی شہر کے بڑے پھاٹک کی طرف چل پڑی۔ راستے میں جگہ جگہ انسانوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ ناگن کیٹی اس آگ اور خون میں ڈوبے ہوئے شہر سے باہر آگئی۔ رات ڈھل رہی تھی۔ مگر ابھی تک رات کا اندھیرا باقی تھا۔ سپاہی شہر کا مال لوٹ کر بڑے بڑے چھکڑوں میں لادے چلے جا رہے تھے۔ ناگن کیٹی نے ایک گھوڑا دیکھا جو درخت کے نیچے اکیلا کھڑا گھاس چر رہا تھا اس نے سوچا کیوں نہ اس پر سوار ہو کر یہاں سے دور نکل جائے۔ وہ زمین پر رینگتی ہوئی آئی اور درخت کی شاخ پر چڑھ کر اس نے گھوڑے پر چھلانگ لگا دی۔ گھوڑا ذرا سا بدکا۔ ناگن کیٹی نے پھنکار ماری تو گھوڑا ڈر کر دوڑ پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے اوپر کوئی سانپ بیٹھا ہے۔ چنانچہ خوف زدہ ہو کر جدھر منہ اٹھا ادھر ہی بھاگنا شروع کر دیا۔

گھوڑا ڈر کے مارے پوری طاقت سے دوڑا جا رہا تھا۔ ناگن کیٹی اس کی گردن سے لپٹی ہوئی تھی اور تھوڑی

تھوڑی دیر بعد پھنکار مار کر اسے اور زیادہ تیز دوڑنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ وہ شہر کی فصیل سے کئی میل دور نکل گیا اور دور سے سمندر نظر آنے لگا تھا۔ رات کا اندھیرا صبح کے اجالے میں تبدیل ہو گیا تھا۔

سمندر کے کنارے پہنچ کر ناگن کیٹی نے گھوڑے کے اوپر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ گھوڑا آگے نکل گیا ناگن گھاس پر گری رینگ کر سمندر کے کنارے کنارے جنوب کی طرف چلنے لگی۔ یہاں آگے جا کر ایک ماہی گیروں کی بستی تھی۔ اور چھوٹی سی گھاٹ بنی ہوئی تھی جہاں چھوٹے بادبانی جہاز آکر لگتے تھے۔ جگہ جگہ مچھیروں کی کشتیاں کھڑی تھیں۔ کچھ ماہی گیر جال مرمت کر رہے تھے ناگن کیٹی ایک خالی کشتی میں اتر کر بیٹھ گئی سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ کس طرف جانا چاہیئے کہ جہاں وہ ماریا کا کچھ کھوج لگا سکے۔ کچھ دیر بعد چند ماہی گیر اس کشتی میں جال لے کر آگئے اور انہوں نے اسے کھینچ کر سمندر کی لہروں میں ڈال دیا۔ ناگن کیٹی کو اتنا موقع نہ مل سکا کہ وہ کشتی سے باہر جا سکتی۔ سمندر کی لہروں میں آگے بڑھنے لگی۔ ناگن کیٹی کشتی کے سوراخ میں ایک ایسی جگہ چھپی ہوئی تھی جہاں ماہی گیروں کی نظر نہیں پڑ سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ یہ لوگ کشتی کو کھلے سمندر میں لے آئے اور پانی میں جال ڈال دیا کہ مچھلیاں پکڑیں۔ اس وقت ہوا تیز ہو گئی اور آسمان پر بادل چھانے لگے۔ ماہی گیر جال کھینچنے لگے کہ واپس کنارے کی طرف چلے جائیں۔ کیونکہ سمندر میں طوفان آنے والا تھا۔ لیکن ابھی وہ پورا جال سمندر سے کھینچ بھی نہ پائے تھے کہ طوفان آ گیا آندھی سے بھی زیادہ تیز ہوائیں چلنے لگیں اور بڑی بڑی لہریں کشتی کو کھلونے کی طرح اچھالنے لگیں ماہی گیروں نے کشتی کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر کشتی سمندر سے نکلی ہوئی ایک چٹان سے بڑے زور سے ٹکرائی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

ماہی گیروں کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ناگن کیٹی لکڑی کے ایک ٹکڑے سے چمٹی ہوئی تھی اور سمندری لہریں اسے سمندر میں طوفانی رفتار کے ساتھ آگے ہی آگے لئے جا رہی تھی۔ وہ عجیب مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ سوچنے لگی کہ خواہ مخواہ کشتی میں سوار ہو کر مصیبت مول لی۔ طوفان تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ کالے بادلوں نے سمندر پر اندھیرا سا کر دیا تھا۔ بادل گرج رہے تھے بجلی رہ رہ کر کڑک رہی تھی بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔

ناگن کیٹی جس لکڑی کے ٹکڑے سے چمٹی ہوئی تھی اسے

سمندر کی بڑی بڑی لہریں اٹھا کر اِدھر اُدھر اچھال رہی تھیں۔ طوفانی لہروں کے شور میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ لہروں نے چیخ کر آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔ ناگن کیٹی نے خود کو قسمت کے حوالے کر دیا کہ جہاں تقدیر لے جائے وہ چلی جائے گی۔ سارا دن وہ سمندر میں بہتی رہی شام کے وقت جا کر طوفان تھم گیا۔ ہلکے ہلکے سرمئی اندھیرے میں ناگن کیٹی کو سمندر میں ابھری ہوئی بھورے رنگ کی نوکیلی چٹانوں کا سلسلہ نظر آیا۔

اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اسے سمندر سے تو نجات ملے گی۔

ان چٹانوں پر کوئی سبزہ نہیں اگا ہوا تھا۔ بالکل خشک بنجر اور بے نور چٹانیں تھیں۔ ناگن کیٹی نے ایک جگہ پتھروں پر چھلانگ لگا دی۔ وہ چٹانوں میں اِدھر اُدھر رینگنے لگی یہاں کوئی پرندہ یا سمندری جانور بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر جھاگ اڑاتی اور شور مچا رہی تھیں۔

ناگن کیٹی ایک چٹان کے پتھروں میں رینگ رہی تھی کہ اس نے وہاں ایک عجیب چیز دیکھی۔ یہ ایک نیلی آنکھ تھی جو چٹان کے پتھروں میں جیسے کسی نے تراش کر بنائی ہوئی تھی۔ یہ آنکھ بلبلے کی طرح باہر کو ابھری تھی اور کافی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی انسانی آنکھ تھی۔

ناگن کیٹی سوچنے لگی کہ اس چٹان میں یہ انسانی آنکھ کسی ماہر سنگ تراش کے فن کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں یونان میں بت تراشی بہت عام تھی۔ وہ پتھر میں تراشی ہوئی آنکھ کو بڑے شوق سے دیکھ رہی تھی اور دل میں اس بت تراشی کی تعریف کر رہی تھی جس نے یہاں اتنی دور سمندری چٹانوں میں آ کر اس آنکھ کو تراشا تھا —— اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس پتھر کی آنکھ کے کونے میں نمی پیدا ہو رہی ہے اور پھر اس کے دیکھتے دیکھتے پتھر کی آنکھ میں سے ایک آنسو نیچے ٹپک پڑا۔ پہلے تو ناگن کیٹی نے سمجھا کہ یہ بارش کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ مگر اس وقت اگرچہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ لیکن بارش بالکل تھمی ہوئی تھی آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گر رہا تھا۔

ناگن کیٹی پتھر کی آنکھ کو غور سے دیکھنے لگی۔

کیا پتھر کی آنکھ رو رہی تھی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن ایسا ہو رہا تھا۔ چٹان میں تراشی ہوئی پتھر کی آنکھ میں سے برابر آنسو ٹپکنے لگے تھے۔ آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اس کونے سے لڑھک کر نیچے چٹان کے پتھروں پر گر رہے تھے۔ ناگن آنکھ کے قریب آ گئی آنسو اس آنکھ کے اندر سے آ رہے تھے پتھر کا نیلا ڈیلا ایسے لگ رہا تھا جیسے زندہ ہو۔ ناگن کیٹی خلائی

لڑکی تھی اور اسے کبھی خوف محسوس نہیں ہوا تھا لیکن اس آنکھ کو دیکھ کر ایک بار اس کے جسم کے رونگٹے بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر اچانک۔ اس آنکھ نے آہستہ سے اپنی پلک جھپکی۔

ناگن کیٹی جلدی سے اچھل کر پرے ہٹ گئی اور دوسری چٹانوں کی طرف چلی گئی ان چٹانوں کے درمیان کہیں کہیں سمندر آ گیا تھا اور وہاں سمندری لہریں سی بن گئی تھیں اور پھر وہ پانی ایک ندی کے ریلے کی طرح بہہ کر آگے نکل جاتا تھا۔ ناگن کیٹی جس جگہ پر تھی وہاں چھ سات چٹانیں ساتھ ساتھ ملی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان پانی کی ندی نہیں بنی ہوئی تھی۔

کیٹی کے لئے سوائے اس کے دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ ان ہی چٹانوں میں کچھ دیر رہ کر کسی کشتی یا جہاز کا انتظار کرے جو شاید کسی روز ادھر آ نکلے اور وہ کسی طرح اس میں سوار ہو کر یہاں سے فرار ہو سکے۔ دن غروب ہو گیا تھا رات کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ آسمان پر بادل تھے۔ ستارے نہیں تھے۔ جس کی وجہ سے اندھیرا زیادہ گہرا ہو گیا تھا لیکن کیٹی ناگن ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی تھی وہ کہیں جا تو سکتی نہیں تھی۔ بس وہیں چٹان میں تراشی ہوئی زندہ آنکھ کے پاس ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

اب پتھر کی آنکھ کے آنسو تھم گئے تھے اور وہ بالکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے جان لگ رہی تھی۔ ناگن کیٹی نے سوچا کہ شاید اس کا وہم تھا۔ ورنہ ایک پتھر کی آنکھ میں آنسو کیسے آ سکتا ہے اور وہ اپنی پلک کیسے جھپک سکتی ہے؟ وہ کنڈلی مارے بیٹھی تھی اور اس نے اپنا سر نیچے پتھر پہ ٹکا دیا تھا۔ رات خاموش تھی اس خاموشی میں صرف لہروں کے چٹانوں سے ٹکرانے کی آواز ہی تھی۔ دوسری کوئی آواز نہیں تھی۔

خدا جانے رات کتنی گزر چکی تھی کہ ناگن کیٹی کو چٹانوں میں ہلکی نیلی روشنی کا غبار سا پھیلتا نظر آیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا ہلکی ہلکی نیلی دھند اردگرد پھیلی تھی اور یہ نیلی دھندلی روشنی پتھر کی آنکھ کے نیلے ڈیلے میں سے نکل رہی تھی۔ ناگن وہاں سے تیزی سے ہٹ کر سامنے والی چٹان کی اوٹ میں آ کر چھپ گئی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کوئی خوفناک بات ہونے والی ہے اسکی بائیں جانب چٹانوں کی اونچی اونچی دیواروں کے درمیان گہرہ سمندر لہریں مار رہا تھا۔

اتنے میں ایک آواز فضا میں پیدا ہونے لگی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بہت بڑا عفریت لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔ ناگن کیٹی کی نظریں چٹانوں کے درمیان والے سمندر پہ پڑیں تو اس نے دھندلی نیلی روشنی میں دیکھا کہ پانی کھولنے لگا تھا۔ شاید یہ پانی کے کھولنے کی آواز تھی۔ سمندری لہریں گول دائرے میں گردش کر رہی تھیں۔ پھر یہ لہریں اوپر کو ابھرنے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سمندر کے نیچے سے کوئی شے باہر آ رہی ہے۔ ناگن کیٹی چٹان کی اوٹ میں چھپی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں سمندری لہروں پہ لگی تھیں جو اوپر کو ابھر رہی تھیں۔

پھر اچانک ان لہروں کے ابھار میں سے ایک بہت بڑے انسانی ہاتھ کی پانچ بڑے بڑے پتھر کے ستونوں جیسی انگلیاں باہر نکل آئیں۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ ہر انگلی کے سرے پہ ایک نیلے رنگ کی انسانی آنکھ بنی ہوئی تھی۔ یہ آنکھ بالکل اس آنکھ کی طرح تھی جو چٹان میں تراشی گئی تھی۔

ناگن کیٹی بت بنی اس انسانی ہاتھ کو بلند ہوتے دیکھنے لگی اس دیو پیکر انسانی ہاتھ کا رنگ سیاہ تھا اور اسکی انگلیوں کے سروں پہ جو انسانی آنکھیں بنی تھیں ان میں سے نیلی روشنی کی کرنیں نکل کر چٹان کی آنکھ پہ پڑ رہی تھیں یہ بہت بڑا انسانی ہاتھ آہستہ آہستہ سمندر سے باہر نکل رہا تھا۔ جب یہ ہاتھ کلائی تک سمندر سے باہر نکلا ناگن کیٹی یہ دیکھ کر سکتے میں آ گئی کہ اس بہت بڑے ہاتھ کی ہتھیلی پہ بھی ایک انسانی آنکھ بنی ہوئی تھی۔ جس کی پلکوں پہ سے سمندری پانی سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس ہتھیلی والی آنکھ سے نیلی روشنی کی ایک شعاع نکل کر سیدھی چٹان والی آنکھ پہ پڑی۔ چٹان والی آنکھ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک بار اپنی پلک جھپکائی اور پھر اچانک اس کے اندر سے ایک نیلے کپڑوں والا انسانی ہیولا باہر نکلا۔ وہ آنکھ کے ڈیلے میں سے نکل کر ہتھیلی والی آنکھ کی طرف بڑھا۔

وہ زمین سے ایک فٹ بلند رہ کر چل رہا تھا اور جیسے ہوا میں تیر رہا تھا ناگن کیٹی چٹان کی اوٹ میں حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ نیلا انسانی ہیولا آہستہ آہستہ ہتھیلی والی آنکھ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ ناگن کیٹی کے قریب سے گزرنے لگا تو وہ ایکدم سے رک گیا پھر اس کا ایک ہاتھ کیٹی کی طرف بڑھا اور اس سے پہلے کہ ناگن کیٹی وہاں سے بھاگ سکتی نیلے ہیولے نے اسے اپنی گرفت میں لیکر اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا۔ کیٹی نے پھنکار ماری مگر اس کے منہ کوئی چنگاری نہ نکلی تھی۔ اس کا جسم جیسے سن ہو گیا تھا اور وہ بے حس و حرکت ہو کر نیلے ہیولے کی گردن سے لپٹی ہوئی تھی۔

نیلا انسانی ہیولا آہستہ آہستہ سمندر سے باہر نکلی ہوئی بہت بڑی انسانی ہتھیلی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پانچ انگلیوں کی آنکھوں اور ایک ہتھیلی پر بنی ہوئی آنکھ والا انسانی ہاتھ سمندر میں کلائی تک ڈوبا اپنی جگہ پر لرزنے لگا تھا۔ نیلا انسانی ہیولا سمندر کے کنارے آکر رک گیا۔ ناگن کیٹی اگرچہ بے حس و حرکت تھی۔ مگر وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اسے نیلے انسانی ہیولے

ے جسم کی ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔ یہ ہیولا پتھر کا لگتا تھا۔ کیونکہ اس کی گردن سخت تھی۔

اچانک اس نیلے انسانی ہیولے نے چھلانگ لگائی اور انسانی ہاتھ کی ہتھیلی والی آنکھ کے نیلے ڈیلے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پر اسرار انسانی ہاتھ اسے ساتھ لے کر سمندر میں اترنے لگا۔ ناگن کیٹی نے چھلانگ لگانی چاہی مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہل سکی۔ اور چھ آنکھوں والا ہاتھ سمندر کے اندر چلا گیا۔ ناگن کیٹی سانپ ہونے کی وجہ سے آنکھیں بند نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے سمندر کے نیچے آکر دیکھا کہ پانی کے اندر انسانی ہاتھ چٹانوں کے نیچے ایک غار میں داخل ہو گیا ہے۔

نیلا انسانی ہیولا ابھی تک اس کی ہتھیلی والی آنکھ کے ڈیلے کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پانی کے اندر بہتا ہوا غار میں داخل ہو گیا۔ غار میں اندھیرا۔۔۔ گہرا اندھیرا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پراسرار نیلی مخلوق

پراسرار انسانی ہاتھ غار میں آگے بڑھ رہا تھا۔
غار پانی سے بھرا ہوا تھا۔ناگن کیٹی کو پہلے تو سانس لینے میں دشواری ہوئی اس کا دم پانی میں ڈوب کر گھٹنے لگا مگر فوراً ہی اس سے گھبراہٹ دور ہو گئی۔اور وہ بڑے اطمینان سے پانی میں بھی سانس لینے لگی۔پراسرار انسانی ہاتھ غار میں پیچھے کھسکتا چلا جا رہا تھا۔نیلا انسانی ہیولا اس کے ڈیلے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے اس کے ساتھ ساتھ غار میں بہتا جا رہا تھا۔ناگن کیٹی اس انسانی ہیولے کی گردن سے لپٹی حیرت اور تعجب سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔
کچھ دور آگے جا کر غار میں ہلکی ہلکی نیلی روشنی ہو گئی اس روشنی میں ناگن کیٹی نے غار کی دیوار میں ایک بہت بڑا گول سوراخ دیکھا۔انسانی ہاتھ اس سوراخ میں داخل ہو گیا اور اندر داخل ہوتے ہی انسانی ہیولے نے آنکھ کے ڈیلے کو چھوڑ دیا۔انسانی ہاتھ اس سوراخ میں سے واپس باہر غار میں نکل گیا۔اب نیلا انسانی ہیولا اکیلا ہی پانی کے اندر ڈوبا

آگے کی طرف تیر رہا تھا اور ناگن کیٹی اس کی گردن سے چمٹی ہوئی تھی۔
نیلا انسانی ہیولا اب تیزی سے پانی میں آگے کو بڑھتا جا رہا تھا۔جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا روشنی زیادہ ہو رہی تھی۔پھر پانی کم ہونا شروع ہو گیا۔اترتے اترتے پانی انسانی ہیولے کے گھٹنوں تک آ گیا۔اب وہ مچھلی کی طرح نہیں تیر رہا تھا۔بلکہ زمین پر پاؤں رکھے چل رہا تھا۔یہ کوئی بہت بڑا غار تھا جس کی چھت پتھر کی تھی اور بہت اونچی تھی۔ناگن کیٹی کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی بہت عظیم پہاڑ کے نیچے اس کے اندر ہی اندر سے کسی دوسری دنیا میں پہنچ گئی ہے ایک ایسی دنیا جو پہاڑوں کے نیچے۔سمندروں کی تہہ میں بنی ہوئی ہے۔
پانی بہت نیچے چلا گیا۔اور سامنے ایک شگاف نظر آنے لگا۔جس میں سے دن کی روشنی آ رہی تھی۔نیلا انسانی ہیولا اس شگاف سے باہر نکلا تو ناگن کیٹی نے دیکھا کہ سامنے ایک پُر فضا وادی تھی۔جس کی چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے یہ وادی بیچ میں ایک نیلے پیالے کی طرح بنی ہوئی تھی۔اس کے درمیان ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا محل تھا اور کچھ مکان بھی بنے ہوئے تھے۔آسمان بھورا بھورا سا نظر آ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سورج کہیں نہیں تھا۔ مگر دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔

ناگن کیٹی ایک تو اس بات پر حیران تھی کہ وہ سمندر کے نیچے یہ کس انوکھی دنیا میں آگئی ہے اور دوسرے اسے اس بات پر حیرانی تھی کہ اس انسانی ہیولے نے اسے کس لئے پکڑ لیا تھا اور پھر اس کی پھنکار کی چنگاریاں کہاں غائب ہو گئی تھیں۔ ناگن کیٹی نے ایک بار پھر آزمانے کے لئے پھنکار ماری مگر اس کے منہ سے ایک بھی چنگاری نہ نکلی۔ نیلے انسانی ہیولے نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر ناگن کیٹی کی گردن پر رکھا تو ناگن کیٹی کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اور اسے ایسی آواز سنائی دی جو اسے کہہ رہی تھی کہ اگر دوبارہ تم نے پھنکار ماری تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

نیلا ہیولا خاموش تھا مگر ناگن کیٹی نے اس کی آواز کو اپنے جسم میں داخل ہو کر مفہوم اور معنی کا روپ دھارتے محسوس کیا تھا۔

نیلا انسانی ہیولا زمین سے کچھ بلند ہو کر چل رہا تھا مگر وہ اپنے پاؤں کو آگے پیچھے بھی کر رہا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وادی کی زمین بھی نیلے رنگ کی ہے اور باغوں میں جو درخت اُگے ہیں ان پر موتیوں اور زمرد کی طرح کے پتھر کے پھول جھلملا رہے ہیں۔ کوئی پرندہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی دوسرا نیلا انسانی ہیولا بھی ابھی تک کیٹی کو دکھائی نہیں دیا تھا۔ عظیم الشان محل قریب آ رہا تھا۔ اس محل پر بھی گہری خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔

شاہی محل کے بڑے پھاٹک پر پہنچ کر نیلے ہیولے نے پھاٹک کی طرف انگلی اٹھائی تو وہ کھل گیا۔ اندر ایک سنگ مرمر کی روش دور ایک مندر قسم کی عمارت کو جا رہی تھی۔ اس مندر کا گنبد چوکور تھا اور اس کے ماتھے پر اسی طرح کی ایک انسانی آنکھ بنی ہوئی تھی۔ جس طرح کی آنکھ کیٹی نے چٹان میں ترشی ہوئی دیکھی تھی ـــ مندر کے دروازے دونوں جانب دو نیلے انسانی ہیولے ہاتھوں میں دندانوں ایسی تلواریں لئے جو شارک کے خونخوار دانتوں والے جبڑوں سے کاٹ کر بنائی گئی لگتی تھیں۔ اٹھائے کھڑے پہرہ دے رہے تھے انسانی ہیولے کو دیکھ کر انہوں نے سر جھکا دیئے۔ ان کی شکلیں انسانوں ایسی تھیں مگر ہونٹ مچھلیوں کی طرح کے تھے۔ ناگن کیٹی نے اپنے ساتھی انسانی ہیولے کی شکل دیکھی تو اس کی صورت شکل ویسے تو انسانوں ایسی تھی مگر ہونٹ چوڑے اور مچھلی کی طرح بنے ہوئے تھے۔ نیلا انسانی ہیولا مندر میں داخل ہو گیا۔

مندر کے درمیان میں ایک سفید پتھر کے چبوترے پر بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا انسانی ہاتھ بنا ہوا تھا۔ یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا سمندر کے اندر نکلا تھا اس ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے سروں پر نیلے رنگ کی بڑی بڑی آنکھیں تھیں اور ہتھیلی کے عین وسط میں ایک انسانی آنکھ تھی۔ جس کا ڈیلا نیلا تھا اور پلکیں سیاہ تھیں۔ یہ آنکھ آہستہ آہستہ اپنی پلک جھپک رہی تھی۔ نیلا انسانی ہیولا اس کے آگے جا کر جھک گیا۔ اور اشاروں سے کچھ کہنے لگا۔ پھر اس کے حلق سے کچھ آوازیں نکلیں جن کا مفہوم ناگن کیٹی کی سمجھ میں بالکل نہ آیا۔

ہتھیلی والی آنکھ میں سے نیلی روشنی نکل کر ہیولے پر پڑی انسانی ہیولا ایک بار پھر جھک گیا اور اس نے اپنی گردن سے لپٹی ہوئی ناگن کیٹی کو اتار کر ہتھیلی والی آنکھ کے آگے چبوترے پہ رکھ دیا۔ کیٹی کے جسم کی توانائی واپس آگئی وہ ہلنے جلنے لگی۔ مگر اسے صاف طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس چبوترے سے نیچے نہیں اتر سکتی۔ اس نے ایک بار کوشش بھی کی مگر اس کو جیسے کسی نے دھکا دے کر پیچھے کر دیا۔

ناگن کیٹی چبوترے پر بیٹھ گئی اور منہ اٹھا کر ہتھیلی والی آنکھ کو تکنے لگی۔ ہاتھ کی انگلیوں نے حرکت کی پانچ میں سے دو انگلیاں نیچے آگئیں اور ان کی آنکھیں کیٹی کو گھورنے لگیں کیٹی نے اپنے جسم میں ان آنکھوں کی شعاعوں کی گرمی داخل

ہوتے محسوس کی وہ جلدی سے پیچھے ہٹی مگر کسی نے جیسے اسے دھکا دے کر پھر آگے کر دیا۔ شعاعوں کی گرمی اب برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔ ناگن کیٹی تڑپنے لگی پھنکاریں مارنے لگی وہ پھنکاروں میں ایک چنگاری بھی نہ تھی۔

ہتھیلی کی انگلیاں اوپر اٹھ گئیں۔ گرمی ایکدم سے دور ہو گئی۔ ناگن نے اطمینان کا سانس لیا۔ نیلا انسانی ہیولا اسی طرح انسانی ہاتھ کے بت کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اب کیٹی کو انسانی ہاتھ کی آنکھ سے نکلتی آواز سنائی دی۔ جب آواز نکل رہی تھی تو ہتھیلی کی آنکھ بالکل ایسے پلکیں جھپک رہی تھی جیسے انسانی ہونٹ بولتے وقت ہلتے ہیں۔ گویا یہاں آنکھوں کی زبان سے بات کی جاتی تھی۔

انسانی ہاتھ کی آنکھ کہہ رہی تھی۔

"اسے لے جا کر بند کر دو۔ طوفان کی رات کو اسے دیوتا نیپچون پر قربان کر دیں گے۔ دیوتا نیپچون کو سانپوں کی قربانی بہت پسند ہے۔"

نیلا انسانی ہیولا ادب سے سر جھکا کر آگے بڑھا۔ اس نے ناگن کیٹی کو ایک بار پھر سرد بے جان ہاتھ میں پکڑ لیا اور ناگن کیٹی کا جسم ایک بار پھر بے حس اور سن ہو گیا۔ نیلا ہیولا ادب سے سر جھکا کر پیچھے ہٹا اور مندر کی دیوار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنے ہوئے مچھلی کے منہ کی شکل کے شگاف میں داخل ہو گئی
اندر ایک ایسا راستہ بنا ہوا تھا مچھلی کے حلق کی طرح تھا۔
ناگن کیٹی کو یوں لگا جیسے وہ کسی مچھلی کے پیٹ میں سے
گزر رہی ہے۔ کافی آگے جا کر یہ سرنگ نما راستہ تاریک ہو گیا
نیلا انسانی ہیولا پہلو میں بنے ایک شگاف میں داخل ہو
گیا۔ یہاں اس نے ایک جگہ فرش پر پاؤں مارا تو پتھر ہٹ گیا۔
نیچے تہہ خانہ تھا۔ نیلے انسانی ہیولے نے ناگن کیٹی کو اس
تہہ خانے کے اندھیرے میں پھینک دیا اور دوبارہ فرش
پر پاؤں مارا۔ پتھر اپنی جگہ پر آ گیا۔

ناگن کیٹی ننگے پتھریلے فرش پر گری تھی۔ نیلے انسانی ہیولے
سے الگ ہوتے ہی اس کے جسم کی طاقت واپس آ گئی
تھی۔ اس نے پھنکار ماری مگر اس کے منہ سے چنگاریاں نہیں
نکل سکی تھیں اس نے سر گھما کر تہہ خانے کا جائزہ لیا۔ یہ
تہہ خانہ کیا تھا۔ کسی بہت بڑی مچھلی کا پیٹ لگتا تھا۔
جس کی پسلیوں کی ہڈیاں چھت تک گئی ہوئی تھیں تہہ خانے
کی چاروں دیواروں پر شارک مچھلی کی سفید ہڈیاں چمٹی
ہوئی تھیں۔ کیٹی غور کرنے لگی کہ وہ کہاں آ گئی ہے اور
یہاں سے وہ کس طریقے سے باہر نکل سکتی ہے۔
ظاہر میں دیکھا جائے تو وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ

نہیں تھا۔ اور کیٹی کو ہر حالت میں وہاں سے فرار ہونا تھا
کیونکہ انسانی ہاتھ کی آنکھ نے حکم جاری کر دیا تھا کہ
طوفان کی رات کو ناگن کیٹی کو دیوتا نیپچون پر قربان کر
دیا جائے گا۔ کیٹی کو اتنا ضرور معلوم تھا کہ نیپچون سمندر
کا دیوتا ہے۔ مگر اسے یہ علم نہیں تھا کہ سمندر کا یہ
سنگ دل دیوتا سانپوں کو بڑے شوق سے اپنے اوپر
قربان کرتا ہے۔ کیٹی کا جسم کٹ سکتا تھا اور اگر کچھ عرصے تک
اسے آپس میں جوڑ کر نہ رکھا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے
ختم بھی ہو سکتی تھی لیکن آگ اسے ایکدم تباہ کر سکتی تھی۔

ناگن کیٹی کو اب یہی فکر لگا تھا کہ اگر وہ اس خوفناک
اور حیرت انگیز جگہ سے بہت جلدی فرار نہ ہوئی تو اسے
قربان کر دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ یہی سمجھتی تھی کہ وہ سمندر کے
اندر ہے خدا جانے سمندر میں کب طوفان آ جائے اور اسے
خبر بھی نہ ہو اور یہ نیلا انسانی ہیولا اسے اپنے دیوتا کے سامنے
لے کر قربان کر ڈالے۔

ابھی تک ناگن کیٹی کو وہاں تین چار انسانی ہیولوں کے
علاوہ کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا۔ کوئی سمندری مخلوق بھی
نہیں دکھائی دی تھی۔ مگر وہ حیران ہو رہی تھی کہ یہ انسانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ کہاں سے سمندر کے اندر آگیا ہے۔ لیکن وہ اس مسئلے پر زیادہ غور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ یہ سمندر کے اندر کی طلسمی دنیا تھی اور ایسی دنیا خطرناک رازوں سے بھری ہوئی ہیں۔ کیٹی تو کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

اس نے سب سے پہلے تو اس تہہ خانے کا اچھی طرح سے جائزہ لیا جہاں اسے قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ تہہ خانے کی چھت اور دیواریں شارک مچھلی کی پسلیوں کی بنی ہوئی تھی۔ اور اندر گھپ اندھیرا تھا۔ صرف ناگن کیٹی ہی اس گھپ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے کوئی چنگاری نہ نکلی۔ چھت کا پتھر بھی اپنی جگہ پر جم گیا تھا۔ باہر جانے کے لئے کوئی معمولی سا سوراخ بھی نہیں تھا۔

کیٹی مایوس سی ہو کر کونے میں شارک کی پسلی کے پاس سر جھکائے بیٹھ گئی۔ اور ناگ عنبر اور ماریا کو یاد کرنے لگی اس منحوس گھڑی کو یاد کرنے لگی۔ جب وہ گھوڑے پر بیٹھ کر شہر سے بھاگی تھی اور اپنی مرضی سے ماہی گیروں کی کشتی میں چڑھ کر بیٹھ گئی تھی۔

تہہ خانے میں پڑے پڑے خدا جانے کیٹی کو کتنا وقت گذر گیا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ دو تین دن گذر چکے ہیں۔ اسے کھانے پینے کی تو اتنی ضرورت ہی نہیں تھی

عام حالت میں کیٹی کھانے پینے سے بے نیاز ہوتی تھی۔ صرف اسے کبھی کبھار پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوا کرتی تھی اور اب تو وہ سانپ کی شکل میں تھی اور سانپ کئی کئی مہینوں تک بغیر کھانے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔ ناگن کیٹی تہہ خانے کے اندھیرے میں شارک مچھلی کی پسلیوں کے درمیان پڑی ناگ اور ماریا کو یاد کرتی رہتی تھی کہ ایک بار ایسا ہوا کہ اسے دیوار پہ ٹھک ٹھک کی آواز سنائی دی۔

پہلے تو اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ لیکن جب تھوڑی دیر بعد پھر ٹھک ٹھک کی آواز آئی تو وہ گردن اوپر اٹھا کر دیوار کی طرف دیکھنے لگی کہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ تیسری بار آواز آئی تو ناگن کیٹی دیوار کی طرف گئی۔ یہ آواز شارک کی دو پسلیوں کے درمیان سے آ رہی تھی جو دیوار میں جمی ہوئی تھیں۔ ناگن کیٹی نے زور سے اپنی دم دیوار پہ ماری۔

دوسری طرف سے تین بار ٹھک ٹھک کی آواز آئی۔ ضرور دوسری طرف کوئی موجود تھا جو اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مشکل یہ تھی کہ ناگن کیٹی انسانی آواز میں بات نہیں کر سکتی تھی۔ وہ کوشش کر کے دوسرے انسانی جسم میں اپنی بات کا مفہوم ضرور پہنچا سکتی تھی مگر وہ بھی ایک ایسے انسان کے جسم میں کہ جو اس کے جسم سے نکلنے والی لہروں کو پڑھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شدت سے محسوس کرے۔ ناگن کیٹی نے ایک بار پھر دم کو دیوار سے مارا۔ دوسری جانب سے وہی ٹھک ٹھک کی آواز دوبارہ آئی۔ اب ناگن کیٹی نے اپنے جسم کی ساری طاقت کو ایک جگہ جمع کر کے اپنے جسم سے آواز کی لہریں خارج کیں۔ جن میں ایک پورا جملہ تھا کہ تم دیوار کی دوسری جانب کون ہو؟ ایکدم سے دوسری جانب سے پتلی اور کمزور سی کسی عورت کی آواز آئی ——"میں جل پری ہوں۔ میں نے تمہارے جسم کی لہروں کو محسوس کر لیا ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں۔ کیا تم میری بات کو سمجھ رہی ہو؟"

ناگن کیٹی کو ایک عورت کی آواز سن کر بڑی خوشی ہوئی اس نے فوراً اپنے جسم کی لہروں سے جواب دیا۔

"میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں کیا تم بھی یہاں میری طرح قید ہو؟"

"ہاں" جل پری کی دھیمی آواز آئی۔ "مجھے اس سمندری مخلوق نے سمندر سے پکڑ کر یہاں قید کر رکھا ہے۔ یہ مخلوق مجھے دو روز بعد دیوتا پر قربان کر دے گی۔"

ناگن کیٹی نے کہا۔ "یہ مخلوق مجھے بھی اپنے دیوتا پر قربان کرنے والی ہے۔ مگر کیا طوفانی رات آ گئی ہے؟"

جل پری کی آواز آئی۔ "باہر سمندر میں طوفان شروع ہو

ہے۔ دو روز بعد یہ طوفان اپنے عروج پر ہوگا اور پھر وں کی طوفانی رات کو میرے ساتھ تمہیں بھی دیوتا کے آگے آگ میں ڈال کر قربان کر دیا جائے گا۔"

آگ کا نام سنتے ہی ناگن کیٹی کے ہوش اڑ گئے۔ کیونکہ وہ ں میں جل کر ہلاک ہو سکتی تھی۔ اس نے جل پری سے پوچھا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ ہم یہاں سے فرار ہو سکیں؟"

جل پری کی دردبھری آواز آئی۔ "ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے ں اگر کسی طرح دیوتا نیپچون کے گلے میں پڑا ہوا سلیمانی مہرہ ل کر لیا جائے تو وہ ہمیں یہاں سے فرار ہونے میں مدد دے سکتا ہے۔"

ناگن کیٹی نے پوچھا۔ "دیوتا کس جگہ پر ہوتا ہے؟"

جل پری نے کہا۔ "اس تہہ خانے سے باہر نکل کر ایک راستہ سمندر کے نیچے گہرائیوں میں بنے ہوئے ایک تاریک غار میں جاتا ہے۔ دیوتا نیپچون اس غار میں رہتا ہے۔ مگر وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔"

ناگن کیٹی نے کہا۔ "میں کوشش کروں گی ——"

جل پری کی آواز آئی۔ "مگر تم سانپ ہو۔ تم اگر وہاں تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو گئیں تو دیوتا تمہاری بو سونگھ لے گا۔ اور تمہیں مسل کر رکھ دے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے جواب میں کہا: "جل پری! میں نے زندگی میں کبھی ہمت نہیں ہاری۔ میں کوشش ضرور کروں گی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اس تہہ خانے سے میں کس طرح باہر نکل سکتی ہوں؟"

جل پری نے کہا: "اس تہہ خانے کی دیواریں شارک مچھلی کی ہڈیوں سے بنائی گئی ہیں اور اتنی مضبوط ہیں کہ ان میں ذرا سا بھی سوراخ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میری پیاری ناگن بہن! ان باتوں کو بھول جاؤ اور اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دو۔"

ناگن کیٹی نے کہا: "میں نے زندگی میں ایسا کبھی نہیں کیا۔ تم مجھے نہیں جانتی ہو کہ میں کون ہوں۔ بہرحال میں ابھی سے اپنی جدوجہد شروع کرتی ہوں اور جب میں دیوتا کا مہرہ لے آئی تو تمہیں بھی اپنے ساتھ لے کر یہاں سے نکلوں گی۔"

جل پری نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ناگن کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گی۔

ناگن کیٹی اب اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس کر رہی تھی۔ کیونکہ آگ کے شعلوں کی موت اس کے سامنے تھی اور وہ ہر قیمت پر زندہ رہنا چاہتی تھی۔ اس نے چکر لگا کر ایک بار پھر بڑی گہری نگاہ سے دیواروں کا جائزہ لیا۔ پھر وہ رینگ کر چھت پر چڑھ گئی۔ چھت سے چمٹ کر اس نے وہ جگہ غور سے دیکھی جہاں سے میلے ہیولے نے پتھر ہٹا کر اسے اندر پھینکا تھا۔ [illegible] کوئی معمولی سی درز بھی ایسی نہیں تھی کہ جس کو ناگن کیٹی زور لگا کر چوڑا کر سکتی۔

وہ چھت سے نیچے اتر آئی۔ وہ تہہ خانے کے اندھیرے میں آسانی سے دیکھ لیتی تھی۔ اسے دیوار پر ایک جگہ شارک کی بڑی پسلی میں سیاہ دھبہ سا دکھائی دیا۔ وہ دیوار پر رینگتی ہوئی اس دھبے تک گئی اور اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ دھبہ اصل میں ایک سوراخ تھا۔ یہ سوراخ صاف لگتا تھا کہ شارک کی پسلی میں لگے ہوئے اس نیزے کا ہے۔ جس کی مدد سے کبھی اس شارک مچھلی کو ہلاک کیا گیا تھا۔

کیٹی نے اس سوراخ میں اپنا سر ڈالا۔

وہ سوراخ اتنا کھلا نہیں تھا۔ مگر کیٹی سمٹ سمٹا کر دوسری طرف نکل سکتی تھی۔ وہ سوراخ میں داخل ہو گئی اور آہستہ آہستہ دوسری طرف رینگنے لگی۔ سوراخ میں گھپ اندھیرا تھا تھوڑی دور تک رینگنے کے بعد کیٹی کا سر دیوار کی دوسری طرف نکل آیا۔ جل پری نے ٹھیک کہا تھا۔ دوسری طرف ایک تنگ راستہ ڈھلانی شکل میں نیچے جا رہا تھا۔ ضرور یہ راستہ سمندر کی گہرائی میں اس غار کو جاتا تھا جہاں اس سمندری مخلوق کا خونخوار دیوتا رہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرنگ میں کوئی سمندری مخلوق نظر نہیں آ رہی تھی۔

ناگن کیٹی دیوار پر سے اتر کر سرنگ کے پتھروں اور شارک مچھلیوں کی ہڈیوں سے بنے ہوئے فرش پر آ گئی اور ڈھلان اترنے لگی۔ وہ نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی ڈھلان ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ راستے میں ایک محرابی دروازہ بھی آیا جس کی دونوں جانب سنگ مرمر کے ستون کھڑے تھے۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ کافی دور تک نیچے جانے کے بعد ناگن کیٹی کو سمندری لہروں کی خوفناک آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے بڑی بڑی طوفانی موجیں سرنگ کی دوسری طرف دیوار سے ٹکرا رہی ہوں۔ آگے بڑھتے بڑھتے یہ آوازیں مدھم ہو گئیں۔ اب سمندری لہروں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگی تھیں۔ جیسے وہ ساحل سے ٹکرا رہی ہوں۔ ان آوازوں میں سیٹیوں کی آوازیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

ناگن کیٹی ذرا آگے بڑھی تو اس نے ایک نیلے انسانی ہیولے کو دیکھا کہ غار کے درمیان میں کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں شارک کی پسلی کو تیز کر کے بنایا ہوا خنجر ہے وہ پتھر کے بت کی طرح کھڑا تھا۔ ناگن کیٹی رک گئی اور دیوار کے ساتھ ہو کر اسے اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگی

نیلے ہیولے میں کوئی حرکت نہیں تھی۔ ناگن کیٹی آہستہ سے آگے بڑھی۔ جونہی وہ آگے بڑھی نیلے ہیولے میں حرکت پیدا ہوئی اس کا خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھا اور اس نے ناگن کیٹی کی طرف زور سے خنجر پھینکا۔ کیٹی تو گھبرا گئی کہ یہ کم بخت سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اب وہ مقابلے کے لئے تیار ہو گئی۔ وہ اس کے سامنے آ گئی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ انسانی ہیولے کے چہرے پر ایک بھی آنکھ نہیں تھی اور وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے ناگن کے جسم کی لہروں کی سرسراہٹ کو محسوس کر کے اس کا نشانہ باندھا تھا

ناگن تیزی سے اس کے قدموں کی ایک جانب آ کر چپ چاپ ہو کر بیٹھ گئی تاکہ وہ ہیولا اس کے جسم کی سرسراہٹ کو محسوس نہ کر سکے۔ نیلا انسانی ہیولا جن کے ہونٹ مچھلی کے منہ کی طرح آگے کو پھیلے ہوئے تھے بغیر آنکھوں کے فضا میں ہاتھ پھیلا کر ناگن کے جسم کی سرسراہٹ کو محسوس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر ناگن کیٹی تو بے حس و حرکت ہو کر بیٹھی تھی۔

جب یہ نیلا انسانی ہیولا ذرا آگے کو گیا تو ناگن کیٹی چھلانگ لگا کر سرنگ کی ڈھلان کی طرف کود گیا۔ وہ کافی فاصلے پر جا کر گری اور وہیں ایک بار پھر بے حس و حرکت ہو کر بیٹھ گئی۔ اس نے دیکھا کہ نیلا انسانی ہیولا واپس گھوما۔ اس نے ناگن کیٹی کی چھلانگ کی لہروں کو اپنے جسم پر محسوس کر لیا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر اب لہروں کے سگنل آنا بند ہو گئے تھے۔ وہ رک گیا۔ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر وہ منہ کھول کر سانس لینے لگا۔

اب وہ ناگن کی بُو لے رہا تھا۔ اسے ناگن کی بھرپور بُو آ گئی۔ وہ ایک غضبناک آواز کے ساتھ ناگن کی بُو کی طرف بڑھا۔ ناگن کیٹی ڈھلان کی طرف تیزی سے دوڑی۔ مگر نیلا ہیولا جیسے ہوا میں اڑتا ہوا اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے اندھوں کی طرح مگر بالکل درست رخ پر ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ ناگن کیٹی کو پکڑ کر کچل ڈالے کہ ناگن کیٹی نے اسکے ہاتھ پر ڈس دیا۔ اس کے پاس لے دے کے یہی ہتھیار باقی رہ گیا تھا کہ وہ اسے ڈس دے۔ ناگن کا خیال تھا کہ اس نیلے ہیولے پر اس کے ڈسنے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ یہ اندھا نیلا ہیولا گر رہا ہے۔ اس کے پچھلی ایسے کھلے ہونٹوں میں سے کالا کالا خون باہر کو بہنے لگا تھا۔ ناگن کیٹی نے بھی بڑے غصے میں اسے ڈسا تھا اور اپنا سارا زہر اس کے جسم میں داخل کر دیا تھا۔ نیلا ہیولا گویا پتھر کی طرح گونگا بہرہ ہو چکا تھا۔ اس کے حلق سے ایک غرغراہٹ کی آواز نکلی اور پھر اس کا سارا جسم سیاہ پڑنے لگا اور وہ نیچے گر پڑا۔ گرتے ہی اسکا جسم سمٹ کر ایک گنبد سا بن گیا۔ پھر یہ گنبد اور چھوٹا ہوتے ہوتے ایک پتھر بن کر دیوار کی طرف لڑھک گیا۔ یہ طلسمی تماشہ

بھی کیٹی نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے قریب جا کر پتھر کو غور سے دیکھا اور سونگھا۔ وہ محض ایک پتھر بن چکا تھا۔ اس میں نہ کوئی بُو تھی اور نہ زندگی باقی تھی۔

ناگن کیٹی کا راستہ صاف ہو چکا تھا۔

اس نے ایک بار پھر تازہ عزم اور ہمت کے ساتھ ڈھلان پر اترنا شروع کر دیا۔ سمندر کی لہروں کی آواز قریب آ رہی تھی۔ اب اسے اس آواز میں ایک عجیب قسم کی خرخراہٹ کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ آگے بڑھتے بڑھتے خرخراہٹ کی آواز بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ یہ کسی بہت بڑے آدمی کے خراٹوں کی آواز سے ملتی جلتی آواز تھی۔

ڈھلان ختم ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک غار ہے جس کا منہ کافی کشادہ ہے۔ خراٹوں کی آواز اس غار کے اندر سے آ رہی تھی۔ ناگن کیٹی غار میں داخل ہو گئی۔ یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ دیوتا نیپچون اس وقت گہری نیند میں تھا ورنہ اسے فوراً ناگن کی بُو آ جاتی اور پھر کیٹی کا بچ کر نکلنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ ناگن رینگتی ہوئی غار میں داخل ہو گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک ہاتھی سے بھی دس گنا اونچا لمبا دیو زاد انسانی جسم غار کے فرش پر لیٹا ہوا گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے خراٹے دھماکوں کی طرح غار میں گونج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے تھے اور سارا غار لرز رہا تھا۔ ناگن رینگ رینگ کر بڑی احتیاط کے ساتھ اور بڑی بہادری اور دل کی مضبوطی کے ساتھ سوئے ہوئے پنیچون دیوتا کی ہاتھی جیسی بڑی بڑی ٹانگوں کے قریب سے ہو کر اس کی گردن کے قریب آ گئی اس نے دیکھا کہ دیوتا کی گردن میں موتیوں کی مالا پڑی تھی۔ جس کے درمیان سبز رنگ کا چھوٹا سا گول مہرہ چمک رہا تھا یہی وہ سلیمانی مہرہ تھا جس کی تلاش میں ناگن کیٹی اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر وہاں تک آئی تھی۔

دلیو پیکر دیوتا بے سدھ ہو کر سو رہا تھا اور اس کے خراٹوں سے غار اس طرح ہل رہی تھی جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ ناگن کیٹی کو اب اس انسانی عفریت کی گردن سے موتیوں کے ہار میں پرویا ہوا سلیمانی مہرہ نکالنا تھا۔ یہ ایک بڑا ہی خطرناک کام تھا۔ دیوتا کے ذرا سے بھی جاگ پڑنے سے ناگن کیٹی کی موت یقینی تھی۔ مگر اسے ہر حالت میں یہ خطرناک کام کرنا تھا۔

کیٹی دیوتا کے ستون ایسے بازو کے نیچے سے ہو کر اس گردن کی طرف رینگنے لگی۔ سوئے ہوئے دیوتا کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور اس پہاڑ ایسا سینہ اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ بڑی بڑی مونچھوں پر جب سانس کی

ہوا پڑتی تھی تو وہ ان جھاڑیوں کی طرح لہرانے لگتی تھیں جن کے نیچے آندھی چل رہی ہو۔

ناگن کیٹی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں دیوتا کو اس کی بو نہ آ جائے۔ مگر وہ گہری نیند سو رہا تھا اور یہی بات ناگن کیٹی کو حوصلہ دے رہی تھی۔ دیوتا پنیچون کی گردن پر بھی سارے جسم کی طرح گھنے بال تھے۔ ناگن کیٹی بڑی احتیاط کے ساتھ دیوتا کی گردن کے بالوں میں داخل ہو گئی۔ اس نے بڑی آہستگی کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا۔ تھوڑا سا رینگ کر کیٹی رک جاتی اور یہ دیکھتی کہ کہیں دیوتا کی آنکھ تو نہیں کھلنے والی؟ مگر وہ تو ساری دنیا کے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا یہ بڑی حوصلہ افزا بات تھی۔ ناگن کیٹی دیوتا کی گردن میں پڑی ہوئی موتیوں کی مالا کے پاس پہنچ گئی۔ اب زمرد کا سبز سلیمانی مہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

کیٹی نے بڑی احتیاط اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سلیمانی مہرے کو اپنے منہ میں لے لیا اور دانتوں سے اس کے اندر پروئے ہوئے دھاگے کو کاٹنے لگی یہ دھاگہ بھی رسی جتنا تھا۔ ناگن کیٹی بڑی تیزی سے رسی کتر رہی تھی۔ اچانک پہاڑ ایسا دیوتا ہلنے لگا۔ جیسے زلزلہ آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن کیٹی نے جلدی سے مہرے کو منہ سے نکال دیا اور دیوتا کے سینے کے بالوں میں چھپ کر بالکل ساکت ہو گئی دیوتا نے سوتے میں پہلو بدلا تھا وہ ایک بار پھر گہری نیند میں خراٹے لینے لگا۔ ناگن کیٹی نے اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر تک مزید کوشش کرنے کے بعد ناگن کیٹی دیوتا کی گردن کی مالا سے سلیمانی مہرہ کترنے میں کامیاب ہو گئی۔

اب ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی۔ جونہی سلیمانی مہرہ دیوتا کی مالا سے الگ ہو کر ناگن کے منہ میں آیا اس کا سارا جسم غائب ہو گیا۔ کیٹی نے اپنے جسم پر نظر ڈالی تو وہ اسے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ فوراً سمجھ گئی کہ ایسا سلیمانی مہرے کی وجہ سے ہوا ہے۔ جل پری نے اسی لئے کہا تھا کہ سلیمانی مہرہ ہمیں اس سمندری مخلوق کی سرزمین سے فرار ہونے میں مدد دے گا۔

ناگن کیٹی سلیمانی مہرے کو منہ میں رکھے دیوتا کی گردن سے نیچے اتر آئی دیوتا ابھی گہری نیند سو رہا تھا۔ ناگن کیٹی نے واپس چلنا شروع کیا۔ وہ ایک بار پھر غار میں چڑھائی چڑھنے لگی۔ سمندری لہروں کا شور اس کی دونوں جانب تھا۔ مگر اب اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ناگن کیٹی بے فکر ہو کر بڑی تیزی سے آگے بڑھتی چلی

جا رہی تھی۔ جب وہ غار کے ستونوں والے دروازے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ وہاں ایک دوسرا نیلا انسانی ہیولا ہاتھ میں خنجر لئے کھڑا تھا۔ پہلے نیلے ہیولے کو ناگن کیٹی نے ڈس کر پتھر کا دھڑا بنا دیا تھا۔ مگر یہ دوسرا تھا اور اس کے چہرے پر بھی آنکھیں نہیں تھیں اور ہونٹ مچھلی کے ہونٹوں کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔

ناگن کیٹی بے پرواہ ہو کر اس کے قریب سے گزرنے لگی تو اس نیلے ہیولے نے بھی اس کے جسم کی سرسراہٹ محسوس کر لی تھی خنجر اٹھا کر اس نے نیچے پھینکا۔ خنجر ناگن کیٹی کے بالکل قریب آ کر گرا۔ نیلے ہیولے نے بجلی کی تیزی کے ساتھ دوسری بار حملہ کر دیا۔ ناگن کیٹی کے پاس اتنا فالتو وقت نہیں تھا کہ وہ کچھ دیر کے لئے بے حس و حرکت ہو کر بیٹھ جاتی تاکہ یہ نیلا انسانی ہیولا اس کے جسم کی سرسراتی لہروں کو محسوس نہ کرے۔ اوپر سے مصیبت یہ تھی کہ یہ سمندری مخلوق آنکھیں نہ ہوتے ہوئے بھی خنجر سے ناگن کیٹی کے بالکل ٹھیک ٹھیک نشانے لگا رہی تھی۔

ناگن کیٹی نے اپنے منہ سے مہرہ نکال کر ایک طرف رکھا۔ وہ اچانک ظاہر ہو گئی۔ مگر اس کا نیلے انسانی ہیولے کے سامنے ظاہر ہوتے یا غائب ہوتے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ تو پہلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ کیٹی نے لپک کر پہلو بچاتے ہوئے سمندری نیلے انسانی ہیولے کے پاؤں پر ڈس دیا۔

ڈستے ہی انسانی ہیولا اپنی جگہ پر بے حس سا ہو کر رہ گیا پھر وہ لرزنے لگا اور دیکھتے دیکھتے دھڑام سے نیچے گرا اور اس کے جسم نے سیاہ ہو کر کوئلے میں تبدیل ہونا شروع کر دیا۔

ناگن کیٹی کے پاس سمندری مخلوق کا انجام دیکھنے کے لئے وقت نہیں تھا اس نے سلیمانی مہرہ دوبارہ منہ میں رکھا اور غائب ہونے کے بعد جلدی جلدی آگے بڑھنے لگی۔ آخر وہ سمندر کی گہرائیوں سے نکل کر غار میں اس جگہ پہنچ گئی جہاں دیوار میں اس تہہ خانے کا سوراخ تھا۔ وہ اس سوراخ میں سے اپنے تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔

اس نے اپنی دم سے دیوار پر دستک دے کر جل پری کو بتایا کہ وہ دیوتا کے گلے سے سلیمانی مہرہ نکال کر لے آئی ہے جل پری کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب تہہ خانہ ہلنے لگا اور دیوتا کی گرج دار بھیانک آوازیں غار میں گونجنے لگیں۔ تو اسے یقین آ گیا کہ ناگن سلیمانی مہرہ دیوتا کی گردن سے اتار کر لے آئی ہے۔

کیٹی نے کہا۔" میرا خیال ہے دیوتا کو پتہ چل گیا ہے کہ سلیمانی مہرہ کوئی لے گیا ہے۔ اب کیا ہو گا؟ کہیں وہ تہہ خانے

میں آ کر مجھے کچل تو نہیں دے گا اب تو اسے سلیمانی مہرے کی اور میری دونوں کی بو جا رہی ہو گی۔"

جل پری نے کہا۔" ناگن! سلیمانی مہرے کو جلدی سے اپنے منہ میں رکھ لو۔ جب تک مہرہ تمہارے منہ سے باہر رہے گا دیوتا کو تمہاری اور مہرے کی بو جاتی رہے گی۔ مہرہ تمہارے منہ میں آ جائے گا تو اسے نہ تمہاری بو پہنچ سکے گی نہ سلیمانی مہرے کی۔"

ناگن کیٹی نے فوراً سلیمانی مہرہ اپنے منہ میں رکھ لیا وہ غائب ہو گئی۔

جل پری نے کہا۔ "اگر تم غائب ہو گئی ہو تو میری دیوار جو شارک مچھلی کی ہڈیاں جمی ہوئی ہیں ان پر پھونک مار دو۔"

ناگن کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ جونہی اس کا سانس سلیمانی مہرے سے ٹکراتا ہوا باہر نکل کر شارک کی ہڈیوں پر پڑا۔ ہڈیاں ایکدم پگھل کر پانی کی طرح نیچے بہہ گئیں اور دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ دوسری طرف سے جل پری کی شکل نظر آئی۔ ناگن کیٹی جلدی سے اس کے تہہ خانے میں چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک بڑی ہی خوبصورت پریوں ایسے چہرے والی معصوم جل پری پتھروں پر بیٹھی ہے۔ جس کے بال سنہری ہیں۔ آنکھیں ہرنی کی طرح گول گول ہیں۔ آدھا دھڑ عورت کا ہے اور نچلا آدھا دھڑ مچھل کا ہے۔ ناگن نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم ہی وہ جل پری ہو جس نے مجھے سلیمانی مہرہ لانے کے لئے بھیجا تھا؟"

جل پری نے کہا۔ "ہاں میں ہی وہ جل پری ہوں۔ میں تمہیں دیکھ نہیں سکتی مگر تمہارے جسم کی لہروں کی گرمی کو اپنے سارے جسم پر محسوس کر رہی ہوں۔"

تہہ خانے کے در و دیوار زور زور سے ہل رہے تھے۔ دیوتا نیلپچوت اب ان کے باہر سے ہو کر گزر رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا۔ گرج رہا تھا۔ غرّا رہا تھا۔ خدا جانے وہ کس زبان میں کیا واہی تباہی بک رہا تھا۔ سارے غار میں ایک بھونچال سا آگیا تھا۔ وہ دھپ دھپ زمین پر پاؤں رکھتا تو زمین ہلنے لگتی تھی۔

جل پری نے کہا۔ "ناگن بہن! سلیمانی مہرہ منہ سے نکال کر مجھے دے دو۔ کیونکہ اس سمندری مخلوق کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ سلیمانی مہرہ ہم نے نکالا ہے کیونکہ انسانی ہاتھ کی ہتھیلی میں جو آنکھ لگی ہے وہ سلیمانی مہرے کی تلاش میں اس کی شعاعوں کے ساتھ ساتھ یہاں تک آ جائے گی۔"

ناگن کیٹی نے کہا۔ "لیکن تم سلیمانی مہرہ لے کر کیا کرو گی؟ کیا تم سمندری آنکھ سے بچ سکو گی؟"

جل پری نے کہا۔ "یہی ہمیں سوچنا ہے۔ سلیمانی مہرہ اپنے

منہ میں رکھنے سے یہ ہوتا کہ میں غائب ہو جاتی اور میں تم کو اپنی گردن میں لپیٹ لیتی۔ اس طرح سے ہم دونوں غائب ہو جاتیں۔

ناگن کیٹی نے پریشان ہو کر کہا۔ "مگر۔ سمندری آنکھ تو ہمیں غیبی حالت میں بھی دیکھ کر ہلاک کر سکتی ہے۔"

"ہاں۔ اس کی آنکھ کے ڈیلے سے ایسی شعاع نکلتی ہے جو کسی شے کو زندہ نہیں چھوڑتی۔"

جل پری نے کہا۔ ناگن کیٹی گھبرا سی گئی۔ دیوتا کے قدموں کی دھمک اب ذرا دور ہو گئی تھی جل پری نے کیٹی کو بتایا کہ وہ سمندری آنکھ کے مندر میں گیا ہے اور وہیں سے اسے پتہ چلے گا کہ سلیمانی مہرہ ہمارے پاس ہے اور پھر سمندری آنکھ ہماری تلاش میں یہاں آ جائے گی اور ہمیں ہلاک کر ڈالے گی اور سلیمانی مہرہ ایک بار پھر سمندری مخلوق کے پاس پہنچ جائیگا

تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ ناگن کیٹی نے پوچھا۔

جل پری کچھ سوچ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے خاموش رہنے کو کہا اور سر جھکا لیا۔ اسکے خوبصورت معصوم چہرے پر بڑی سنجیدگی آ گئی تھی۔ ناگن کیٹی نے مہرہ نکال کر اپنے سامنے پتھر پر رکھا ہوا تھا جو تہہ خانے کی تاریک فضا میں ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔ اچانک جل پری نے سر اٹھا کر کہا۔

"مہرہ مجھے دیدو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوفناک سمندری آنکھ

ناگن کیٹی نے کہا۔" وہ سامنے پڑا ہے مگر تم نے کیا سوچا ہے"؟

جل پری بولی۔"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے سمندر کے اندر کی مخلوق صرف ان چیزوں کو ہی دیکھ سکتی ہے جن پہ سمندر کے اندر کی فضا کی نیلی کرنیں پڑ رہی ہوں۔ اس وقت اگرچہ ہم پانی میں نہیں ہیں۔ مگر ہم دونوں سمندر کی گہرائیوں میں ہیں اور سمندری پانی کی نیلی کرنوں نے ہمیں چاروں طرف گھیر رکھا ہے۔

ناگن کیٹی نے پوچھا۔" پھر تم کیا کرنا چاہتی ہو"؟

جل پری کہنے لگی:"میری بات پہلے سن لو۔ اگر کسی طریقے سے ہم ایسا عمل کریں کہ ہم پہ سمندر کی نیلی کرنیں نہ پڑیں تو سمندری آنکھ ہمیں نہیں دیکھ سکے گی۔ وہ یہ کبھی بھی پتہ نہ چلا سکے گی کہ ہم کہاں اندر کس مقام پہ ہیں۔ وہ ہمارے لئے اندھی ہو جائے گی۔"

کیٹی نے کہا" یہ کس طرح ممکن ہے۔ سمندر کے اندر رہ

کر ہم سمندر کی نیلی شعاعوں سے کیسے بچ سکتی ہیں؟

جل پری نے سلیمانی مہرہ اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا اور بولی۔ "یہی تو وہ ترکیب ہے جو میرے ذہن میں آئی ہے اور وہ صرف ایک سمندری مخلوق کے ذہن میں ہی آسکتی ہے۔ کیونکہ میں جل پری ہوں۔ ایک سمندری مخلوق ہوں۔ میں اس مہرے کو اپنے جسم پہ رگڑ کر تمہارے جسم پہ رگڑوں گا۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ ہمارے جسموں پہ سمندر کی نیلی کرنیں نہیں پڑیں گی۔ اور سمندری آنکھ ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکے گی۔ کیونکہ وہ سمندر کے اندر اس شے کو دیکھتی ہے جس پہ سمندری کرنیں پڑ کر اس کی آنکھ میں واپس لوٹ جاتی ہیں"۔

اور جل پری نے اپنے جسم پہ سلیمانی مہرے کو رگڑنا شروع کر دیا۔ تہہ خانے کی زمین اور دیوار میں ایک بار پھر لرزنے لگی تھیں۔ جل پری نے کہا۔

"دیوتا سمندری آنکھ کے ساتھ اس طرف آ رہا ہے سمندری آنکھ کو پتہ چل گیا ہے کہ سلیمانی مہرہ اس تہہ خانے میں ہے"

کیٹی نے کہا۔" تو پھر جلدی کرو۔ یہ سلیمانی مہرے جسم پہ بھی رگڑو۔ تم بہت دیر کر دو گی"!

جل پری نے اپنے سارے جسم پہ سلیمانی مہرے کو رگڑنے کے بعد اسے ناگن کیٹی کے جسم پہ رگڑنا شروع کیا اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ والے تہہ خانے کی دیوار گرنے کی آواز ایک دھماکے کی طرح سنائی دی۔ جل پری نے ناگن کیٹی کو اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹا اور سلیمانی مہرہ اپنے منہ میں رکھ لیا۔ منہ میں رکھتے ہی وہ دونوں غائب ہو گئیں۔ پھر جل پری نے اپنے منہ سے سانس نکال کر تہہ خانے کی دیوار پر ایک جگہ پھینکا سلیمانی مہرے کی گرمی سے دیوار کا پتھر اپنی جگہ سے پگھل کر بہہ گیا۔ جب وہ اس سوراخ میں سے باہر نکلی تو سمندری آنکھ اس کے پیچھے تہہ خانے میں پہنچ چکی تھی اور دیوار کے شگاف کو گھور رہی تھی۔ دیوتا باہر غار میں کھڑا گرج رہا تھا اس کا سر اوپر غار کی چھت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ جل پری اپنے آدھے دھڑ پر رینگتی ہوئی دیوتا کی ٹانگوں کے درمیان سے ہو کر آگے نکلی تو دیوتا کو اس کی سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس نے جھک کر نیچے ہاتھ مارا۔ جل پری اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ دیوتا کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی اور اس نے آنکھ کو اشارہ کیا کہ اس کی ٹانگوں میں سے کوئی شے ابھی ابھی نکل گئی ہے۔

سمندری آنکھ ہوا میں معلق تھی اور غار میں جگہ جگہ اپنے نیلے ڈیلے کی نیلی کرنیں ڈال رہی تھی مگر اسے نہ تو جل پری کہیں نظر آ رہی تھی اور نہ ہی وہ ناگن جس کی قربانی دی

جانے والی تھی اور جس کے بارے میں سمندری آنکھ کو یقین تھا کہ وہی سلیمانی مہرہ نکال لائی ہے۔ کیونکہ دیوتا کی مالا کی رسی سانپ کی کتری ہوئی تھی۔

جل پری نے سمندر کی گہرائیوں میں اترنے والی غار کی ڈھلان پر رینگنا شروع کر دیا۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مگر اس کے جسم کی سرسراہٹ زمین کی لہروں سے ٹکرا کر دیوتا کے جسم کی لہروں سے ٹکرا رہی تھی۔ دیوتا بار بار جھک کر غیبی حالت میں صرف اندازے سے اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سمندری آنکھ ان کے اوپر ہوا میں لٹکتی ہوئی آگے آگے چلی جا رہی تھی۔ یہ زندگی اور موت کی دوڑ تھی۔ ناگن کیٹی جل پری کی گردن سے لپٹی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

جل پری نے کمال کر دیا تھا۔ وہ بڑی بہادری کے ساتھ اپنی جان ہتھیلی پر رکھے اپنے جسم کی سرسراہٹوں کو کبھی رک کر ساکت کرتے اور کبھی تیز تیز رینگتے ہوئے آگے بھاگی جا رہی تھی۔

غار کی ڈھلان کا وہ دروازہ آ گیا جہاں پہلے انسانی ہیولا کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ مگر اب وہاں اس کا جسم ایک جلے ہوئے کوئلے کی شکل میں پڑا تھا۔ سمندری آنکھ نے فوراً اس کوئلے کو پہچان لیا کہ سانپ نے اسے ڈس کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلاک کیا ہے۔

سمندری آنکھ غضبناک ہو گئی۔ اس کے ڈیلے میں سے کبھی سرخ اور کبھی نیلی اور کبھی زرد شعلوں ایسی شعاعیں نکلنے لگیں۔ ایک چیخ سی غار میں بار بار گونج جاتی تھی شاید یہ چیخ سمندری آنکھ کی تھی۔ کیونکہ اس سمندری مخلوق کی آنکھیں بھی باتیں کرتی تھیں۔ سمندر کی لہروں کا شور سنائی دینے لگا تھا۔

جل پری نے دھیمی لہروں کی سرسراہٹ میں ناگن سے کہا۔

سمندر آ رہا ہے۔ گھبرانا مت۔ ہم بچ جائیں گے۔

آواز کی ان لہروں کو سمندری آنکھ نے بھی سن لیا۔ ایک خوفناک چیخ فضا میں بلند ہوئی اور سمندری آنکھ میں سے ایک ہلاکت خیز لہر نکل کر جل پری کے بالکل پاس گری۔ وہاں ایک دھماکے سے آگ لگ گئی۔ جل پری نے محسوس کیا کہ اسے بات نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ بات کرنے کی کوشش میں اس نے جان بوجھ کر اپنے جسم سے جو لہریں خارج کی تھیں اسے سمندری آنکھ نے صاف دیکھ لیا تھا اور اس پر حملہ کر دیا تھا۔ جل پری چھلانگیں لگا کر سمندری آنکھ کی زد سے باہر نکل گئی ـــ ڈھلان پر اب پھسلن ہو گئی تھی۔ اور غار کی چھت سے سمندر کا پانی ٹپک رہا تھا۔ جیسے چھت کے اوپر سمندری پانی بھرا ہوا ہو۔ زمین نرم ہو گئی تھی۔ جل پری اس پر پھسلتی چلی جا رہی تھی۔ سمندری آنکھ برابر اس کا پیچھا کر رہی تھی اس کے ڈیلے سے بھیانک چیخوں کی آوازیں اور نیلی ہلاکت خیز شعاعیں اس کا پیچھا کر رہی تھیں مگر وہ جل پری کو دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ یہاں پہنچ کر سمندر میں سے کئی نیلے انسانی ہیولے بھی باہر نکل کر سمندری آنکھ کے ساتھ شامل ہو گئے آگے پانی آ گیا۔ یہ پانی غار کے آخیر پر ایک گہرے شگاف میں سے جھانک رہا تھا۔ جل پری غڑاپ سے سمندر کے پانی میں پھسل گئی۔ وہ سمندر میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔ ناگن کیٹی نے محسوس کیا کہ جل پری بڑی آسانی اور بڑی تیزی سے تیر رہی تھی۔

دیکھتے دیکھتے وہ ایک تیز رفتار آب دوز کشتی کی طرح سمندر کی گہرائیوں میں اتر گئی اور پھر اس نے بائیں جانب تیرنا شروع کیا۔ وہ اب بھی نہیں بول رہی تھی۔ اس کے جسم کی لہروں سے آواز کی ایک لہر نہیں اٹھ رہی تھی۔ ناگن اور جل پری ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ رہی تھیں۔ جل پری نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ناگن کیٹی کو خاموش رہنے کے لئے کہا تھا۔ یہاں سمندر کی گہرائی میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ پانی گدلا اور سیاہ تھا۔ جل پری تیزی سے تیرتے ہوئے ایک تاریک غار میں داخل ہو گئی۔ یہ سمندر کے اندر بنے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک قدرتی پہاڑ کا غار تھا۔ یہ غار کافی لمبا تھا۔ جل پری برق رفتاری سے غار کے پانی میں سے گزر رہی تھی یہاں بھی گہرا اندھیرا تھا۔ ناگن کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ اگرچہ پانی میں تھی مگر بڑی آسانی سے سانس لے سکتی تھی۔

کافی دیر کے بعد غار میں سامنے کی جانب سے روشنی آتی نظر آئی۔ جل پری نے اب کہا "ناگن! ہم خطرے سے باہر نکل چکے ہیں"

ناگن کیٹی نے پیچھے سر گھما کر دیکھا۔ سمندری مخلوق اور سمندری آنکھ کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ غار کا پانی روشن ہو رہا تھا پھر غار ختم ہو گئی اور جل پری باہر نیلے سمندر میں نکل آئی۔ وہ پانی سے باہر نکل کر اپنے سنہری بالوں کو چہرے پر سے ہٹاتے ہوئے بولی۔

"ناگن! ہم سمندری مخلوق کی دنیا سے نکل آئے ہیں۔ اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

ناگن کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا اور دیکھا کہ اس کے اردگرد سنہری دھوپ میں نیلا خوبصورت سمندر شیشے کی طرح چمک رہا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر کسی جزیرے کے سرسبز و شاداب درخت ہوا میں جھومتے نظر آ رہے تھے جل پری نے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا خوبصورت جزیرہ ہے۔ یہ نیلے سمندروں میں بہت فاصلے پر ہے۔ یہاں کبھی کبھی سمندر کی جل پریاں دھوپ تاپنے آ جاتی ہیں۔"

اور جل پری جزیرے کی طرف تیرنے لگی۔

جزیرہ اگرچہ چھوٹا سا تھا مگر بے حد حسین اور سرسبز تھا درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ درختوں کے نیچے کہیں کہیں میٹھے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے۔ کئی درختوں پر میٹھے جنگلی پھل لگے ہوئے تھے۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ جل پری سمندر کے کنارے ایک جگہ ریت پر بیٹھی اپنے سنہری بال کھول کر سکھا رہی تھی اور ناگن کیٹی جزیرے میں گھوم پھر رہی تھی۔ اس نے واپس آکر جل پری سے کہا۔

"جزیرہ بہت حسین ہے مگر یہاں پر کوئی آبادی نہیں ہے؟"

جل پری نے کہا "آج کل شہروں میں زیادہ آبادی نہیں ہوتی تو اس دور فاصلے پر بنے ہوئے جزیرے میں کون آ سکے گا۔ کبھی کبھی میری ساتھی جل پریاں یہاں بال سکھانے آ جاتی ہیں۔"

ناگن کیٹی جل پری کے پاس ہو کر ریت پر کنڈلی مارے بیٹھ گئی اور اب اس نے جل پری کا شکریہ ادا کیا کہ اس کی ہمت اور عقل مندی کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی۔ پھر اس نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ سمندری مخلوق اصل میں کون تھی؟ کیا یہ کوئی طلسمی دنیا تھی؟"

جل پری نے کہا "تم اسے طلسمی دنیا کہہ لو۔ جس طرح تمہاری دنیا میں ایسے سانپ ہوتے ہیں جو پانچ سو سال تک زندہ رہنے کے بعد انسان کی شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے سمندر کے اندر جو شارک مچھلی پانچ سو برس تک زندہ رہے اس میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ انسانی ہیولوں اور سمندری آنکھ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔"

کیٹی نے پوچھا "مگر وہ انسانی ہاتھ کا کیا راز تھا جس کی انگلیوں پہ پانچ اور ہتھیلی میں ایک آنکھ تھی؟"

جل پری کہنے لگی "وہ شارک مچھلیوں کی مہارانی شارک تھی جو ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کے بعد اس شکل میں آگئی تھی۔ اب دوسری ساری سمندری مخلوق اسکی پوجا کرتی تھی اور وہ خود دیوتا نیپچون کی پوجا کرتی تھی جو سمندروں کا دیوتا ہے۔"

کیٹی بولی "مگر میں نے سمندر کے باہر بھی ایک چٹان پہ نیلی سمندری آنکھ تراشی ہوئی دیکھی تھی۔"

جل پری نے کہا "وہ بھی اسی سمندری مخلوق کا ایک کرشمہ تھا"

کیٹی [illegible] "اس میں سے ایک نیلا انسانی ہیولا نکلا تھا جو

مجھے پکڑ کر نیچے سمندر میں لے آیا تھا۔"

جل پری نے جواب دیا۔ "وہ سمندری مخلوق کی باہر کی دنیا کا راڈار تھا۔ سمندری مخلوق باہر کی دنیا کے حالات اس چٹان والی نیلی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ چلو چھوڑو اب ان لوگوں کو۔ بڑے منحوس تھے۔ ہماری جان بچ گئی۔ خدا کا شکر ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اس جزیرے میں رہو گی یا واپس ایتھنز یا کسی دوسرے یونانی شہر جانے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ تم ایک ناگن ہو اور ظاہر ہے کسی ایسے ہی شہر میں سے نکل کر آرہی ہو گی۔"

ناگن کیٹی بولی "تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں واپس اسپارٹا نہیں بلکہ ایتھنز جانا پسند کروں گی۔ جہاں سے نکل کر میں سیر کرتی پھر رہی تھی کہ ایک آدمی نے مجھے اسپارٹا پہنچا دیا۔ وہاں سے چلی تو سمندری مخلوق کے درمیان پہنچ گئی تم کہاں جاؤ گی؟"

جل پری ہنسنے لگی۔ "ہم تو سمندر میں رہتی ہیں اور سمندر بہت وسیع ہے۔ سارا سمندر ہمارا وطن ہے۔ ہم جس جگہ سمندر میں غوطہ لگا جائیں گی وہی ہمارا وطن ہو گا۔"

جل پری نے اپنے گیلے بالوں کو ہاتھوں سے جھٹک کر کہا۔ "میں تمہیں اپنی ایک پیاری سہیلی جل پری سے ملواتی ہوں تم یہیں ٹھہرنا۔ میں سمندر کے نیچے جاکر اپنی سہیلی کو لے آتی ہوں۔"

کیٹی نے کہا کہ وہ اس کی سہیلی سے مل کر خوش [illegible] جل پری سمندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں غوطہ لگا گئی۔ ناگن جل پری کا انتظار کرنے لگی۔ جزیرہ بڑا خوبصورت تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ کیوں نہ اتنی دیر جزیرے کی سیر کر لی جائے۔ وہ سمندر کے کنارے سے رینگتی ہوئی جزیرے کے گھنے درختوں کی طرف آ گئی جہاں ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے یہاں اس نے پانی پیا اور دیکھا کہ سامنے پھولوں سے بھری ہوئی ایک جھاڑی ہے۔ پھولوں کی خوشبو بڑی میٹھی تھی۔

○

ناگن کیٹی پھولوں کی طرف گئی تو اسے بین کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز بڑی سریلی اور مست کر دینے والی تھی۔ اگرچہ کیٹی ایک عورت تھی۔ مگر اس وقت وہ سانپ کے روپ میں تھی اور اس ________________ کی شخصیت پر سانپ کا اثر زیادہ تھا۔ چنانچہ اس پر بین کی آواز کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔ وہ پھولوں بھری جھاڑی کے پاس جا کر بین کی آواز پر جھومنے لگی۔ بین کی آواز تیز ہو گئی۔ ناگن کیٹی بھی زیادہ مست ہو کر جھومنے لگی۔ بین کی آواز نے اس پر اتنا جادو کر دیا تھا کہ اسے اپنی کوئی خبر نہ رہی۔

ایک یونانی سپیرا درختوں میں سے نکل کر بین بجاتا ہوا سامنے آ گیا۔ یہ ایک بوڑھا سپیرا تھا اور بڑی مہارت سے بین بجا

رہا تھا اور بین کے ساتھ ساتھ خود بھی جھوم رہا تھا اس نے بغل میں ایک جھولا لٹکا رکھا تھا۔ بین بجاتے بجاتے اس نے جھولے میں سے ایک پٹاری نکال کر زمین پر رکھ دی اور خود اس کے پاس بیٹھ گیا۔ پٹاری کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ بین کی آواز پر مست ہو کر ناگن کیٹی نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ اس پر سانپ کی ذہنیت غالب آ چکی تھی۔ اور وہ بھول گئی تھی کہ وہ ایک عورت بھی ہے۔ بین کی آواز نے اس پر جادو کر دیا تھا۔

سپیرے نے بین کا رُخ پٹاری کی طرف کر رکھا تھا تاکہ ناگن پٹاری میں آ جائے اور ایسا ہی ہوا ناگن کیٹی آہستہ آہستہ جھومتی ہوئی رینگ رینگ کر پٹاری کے پاس آ گئی۔ سپیرے نے پٹاری کے کنارے سے بین کا منہ لگا رکھا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ پٹاری کے اندر سے بین کی آواز نکل رہی ہے۔

ناگن کیٹی کچھ سوچے سمجھے بغیر خالی پٹاری میں داخل ہو گئی سپیرے نے اسی وقت پٹاری کا منہ بند کر دیا۔ ناگن کیٹی پٹاری میں بند ہو چکی تھی۔ بوڑھے سپیرے نے پٹاری کو کپڑے میں لپیٹا اور جھولے میں ڈال کر جزیرے کی دوسری طرف چل پڑا۔ جہاں اس کی کشتی سمندر میں کھڑی تھی۔ کشتی میں بیٹھا اور اسے لے کر ایتھنز شہر کی طرف سمندر میں چل پڑا۔ ناگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی پر سے جب بین کا اثر ختم ہوا تو ناگن کیٹی نے دیکھا کہ وہ پٹاری میں قید ہے۔ اس نے زور سے پھنکار ماری تاکہ پٹاری کو آگ لگا کر باہر نکل سکے۔ مگر اس کی پھنکار میں سے کسی قسم کی چنگاریاں نہ نکلیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ سمندری مخلوق کے پاس سمندر کی گہرائیوں میں اترنے کے بعد ناگن کیٹی کی پھنکار سے آگ کی چنگاریاں شاید ہمیشہ کے لئے بجھ چکی تھیں۔ آتشی پھنکار کے سوائے کیٹی کے پاس اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا کہ جس پر عمل کر کے وہ پٹاری کی قید سے آزاد ہو سکتی۔

○

کچھ دیر بعد جب جل پری اپنی سہیلی جل پری کو لے کر سمندر سے باہر نکلی دیکھا کہ ناگن کیٹی کہیں بھی نہیں تھی۔ وہ بڑی حیران ہوئی۔ اس نے زمین پر اس کے رینگنے کے نشان دیکھے تو تو ان کے پیچھے پیچھے پھولوں بھرے باغ میں یہاں ناگن کیٹی کے رینگنے کے نشان گھاس بن نظر نہیں آتے تھے۔ دونوں جل پریوں نے چل پھر کر جزیرے میں دیر تک ناگن کیٹی کو تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکی۔

ناگن کیٹی کو پٹاری میں قید کر کے سپیرا ایتھنز شہر میں لے آیا جو یونان کا بڑا شہر تھا۔ بوڑھا سپیرا ایک تجربہ کار سپیرا تھا

وہ جزیرے میں سانپ پکڑتے ہی گیا تھا مگر اسے وہاں ایک ایسے سانپ کی بو آئی جو ناگن تھی اور اس قسم کی ناگن کو ہندوستان کے ملک میں سانپ کے مندروں میں رکھ کر ان کی پوجا کی جاتی تھی اور اس کے کافی پیسے مل جاتے تھے۔ بوڑھے سپیرے نے سوچا کہ وہ ناگن کو ہندوستان میں لے جائے گا۔ اور وہاں کسی مندر میں اسے فروخت کر کے ڈھیروں دولت کما سکے گا۔ ان دنوں ایک قافلہ سکندر اعظم کی فوج کے ساتھ ہندوستان کی طرف جا رہا تھا۔ بوڑھا سپیرا بھی اس میں شامل ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

○

اب ہم ماریا کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ کیا بیتی؟

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب چٹکی جن کی کرامت سے کیٹی ایک ناگن کے روپ میں بدل گئی تو ماریا کو ایک زبردست دھکا سا لگا تھا۔ یہ چٹکی جن کی شرارت تھی یا وہ ماریا کو اس بات کی سزا دینا چاہتا تھا کہ ماریا کیوں کیٹی کو بار بار چٹکی بجانے پر مجبور کر رہی تھی۔

پہلے تو ماریا کو جھٹکا لگتے ہی کچھ نظر نہ آ [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھلی تھیں مگر اُسے آنکھوں کے سامنے اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا نے غیبی حالت میں ہی اپنی آنکھوں کو ہاتھوں سے ملا۔ اسے پھر بھی کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس کا ہاتھ پتھر کے گول چبوترے کی دیوار سے ٹکرایا یہ کسی کنوئیں کی دیوار لگتی تھی۔ اب اسے دکھائی دینے لگا۔ دیکھا کہ وہ اندھیری رات میں درختوں کے درمیان ایک اندھے اور ویران کنوئیں کے پاس کھڑی ہے۔ یہاں جھاڑیاں اگی ہیں اور پیچھے ایک طرف بہت اونچی عمارت کھڑی ہے جس میں سے روشنیاں ہو رہی ہیں۔ یا خدا! یہ میں کہاں آگئی ہوں؟ ماریا نے سوچا۔

عین اس وقت ماریا کو کنوئیں میں ایک آواز آتی سنائی دی۔

"اور کہو کیٹی کہو کہ چٹکی بجائے۔ اب تم بھی مزہ چکھ لو۔ میں نے تمہیں سن ۱۹۸۴ء کے لاہور شہر میں لا پھینکا ہے۔ یہ وہ کنواں ہے جہاں میں رہتا ہوں۔ میں کنوئیں کا جن ہوں۔"

"کم بخت چٹکی جن! تم نے مجھ سے کس بات کا بدلہ لیا کہ مجھے میرے ساتھیوں سے جدا کر کے ہزاروں برس پیچھے لا کر پھینک دیا۔ ہم تو آگے ہی آگے جا رہے تھے اور اب ہمیں کبھی پچھلے زمانے میں نہیں آنا تھا۔"

مگر چٹکی جن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ کوئی آواز نہ آئی۔ ماریا پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کم بخت جن نے اسے تباہ کر دیا تھا۔ ایک بار پھر اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر ماڈرن زمانے یعنی ۱۹۸۴ء میں آگئی تھی۔ جس کے بارے میں انہیں کہہ دیا گیا تھا کہ اب وہ واپسی کے سفر میں آگے ہی بڑھتے چلے جائیں گے اور لوٹ کر ماڈرن زمانے میں نہیں آئیں گے اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ماڈرن زمانے میں آگئی ہے اور کیٹی ناگ اور عنبر اس زمانے میں نہیں آ سکیں گے۔ کیا میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے دوستوں سے جدا ہو گئی ہوں؟

یہ سوچ کر ماریا کا دل بھر آیا۔ اس نے کنوئیں میں منہ ڈال کر کہا۔ "تم کیسے ظالم جن ہو کر دوست کو دوست سے جدا کر دیا۔" کنوئیں کے اندر سے جن نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا کی آواز کنوئیں میں گونج کر واپس آگئی۔ ماریا ہرگز اس ماڈرن زمانے میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں عنبر ناگ ماریا کے ساتھ تاریخ میں واپسی کا سفر جاری رکھنا چاہتی تھی اس وقت وہ لوگ قدیم یونانی دور میں پہنچ چکے تھے۔ اگرچہ ناگ اور عنبر دو تین سو سال پیچھے رومن عہد میں پہنچ چکے تھے۔ مگر ان کا رخ بھی تاریخ کے سفر میں پیچھے کی طرف تھا۔ اور آگے بابل و یروشلم کی تہذیب کا دور آنے والا تھا۔ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد مصر کے فرعون کا زمانہ تھا جو عنبر ناگ ماریا کی منزل تھی۔

لیکن اس ستم ظریف یعنی بڑا ظالمانہ مذاق کرنے والے جن نے سارا کچھ تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ ماریا ماڈرن زمانے میں آگئی تھی اور اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ اب اسے زمانے سے اٹھا کر سکندر اعظم کے زمانے میں کون پہنچائے گا وہ اکیلی بھی تھی اسے یقین تھا کہ کیٹی عنبر اور ناگ اس زمانے میں اس کی مدد کرنے نہیں آسکیں گے۔ وہ مایوس اور بددل ہو کر کنوئیں کے پاس کچھ دیر بیٹھی رہی۔

جیسا کہ آپ لوگ پہلے کی قسطوں میں پڑھ چکے ہیں کہ یہ کنواں لاہور کے مشہور ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کی عالی شان عمارت کے پچھواڑے ایک اجڑے ہوئے ویران باغ میں تھا اور یہاں ہوٹل والے کوڑا کرکٹ پھینکا کرتے تھے ـــــ اسی کنوئیں میں کیٹی کی پہلی بار چپکی جن سے ملاقات ہوئی تھی۔

کیونکہ چپکی جن اسی کنوئیں میں رہتا تھا۔ ماریا کو کچھ کچھ یاد آرہا تھا۔

وہ اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کے سامنے والے لان میں آگئی۔ ہوٹل کا نام پڑھ کر اور لاہور کی مال روڈ کو دیکھ کر ماریا کو وہ زمانہ یاد آگیا۔ جب وہ لاہور میں عنبر اور ناگ

کے ساتھ آئی تھی۔ اسے یاد آگیا کہ اسی شہر میں غزالہ اور امجد بھی رہتے ہیں امجد ماڈل ٹاؤن میں اور غزالہ شاید گارڈن ٹاؤن میں رہتی تھی۔ یہ دونوں عنبر ناگ ماریا کے دوست تھے غزالہ تو ایک بار ان کے ساتھ پرانے زمانے کی سیر بھی کر چکی تھی۔ مگر ماریا یہاں کسی سے نہیں ملنا چاہتی تھی۔ اس کا دل عنبر ناگ کیٹی کے لئے بے حد اداس تھا اور وہ یہی سوچ رہی تھی کہ ایسا کونسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ ماڈرن زمانے کی بک بک جھک جھک اور شور سے نکل کر واپس قدیم یونانی دور میں عنبر ناگ کیٹی کے زمانے میں واپس چلی جائے۔ مگر ایسا ہونا مشکل نظر آتا تھا۔

مال روڈ پر سے کاریں اور رکشا شور مچاتے گزر رہے تھے ہوٹل کا کلاک رات کے سوا دس بجا رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ وہ کہاں جائے اور کیا کرے۔ اسے خیال آیا کہ اپنے لاہور کے پرانے دوست امجد سے ہی ملاقات کر کے مشورہ کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرح تین ہزار سال پرانے تاریخ کے زمانے میں واپس جا سکتی ہے۔ اگرچہ اسے معلوم تھا کہ بے چارہ سٹوڈنٹ امجد اسے کیا مشورہ دے سکتا ہے مگر پھر بھی اس شہر میں ایک لڑکا ایک ساتھی تو ایسا تھا کہ جس کے ساتھ وہ بات کر سکتی تھی۔ ماریا کو خراب کی طرح امجد کی کوٹھی یاد تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ہوٹل کے لان سے نکل کر مال روڈ کے فٹ پاتھ پر نہر کی طرف چل پڑی - تین ہزار سال پرانے پرسکون اور خاموش زمانے سے نکل کر وہ ۱۹۸۴ء کے سڑکوں، گاڑیوں، سکوٹروں اور رکشوں کے شور مچاتے ہارن پر ہارن بجاتے زمانے میں آگئی تھی اور یہ شور اس کے کان کھا رہا تھا - وہ حیران تھی کہ لاہور میں اتنا شور کہاں سے آگیا ہے اور یہ لوگ کس طرح اس شور میں زندہ رہ رہے ہیں - چیکی جن نے ماریا کو کہا تھا کہ وہ اسے ۱۹۸۴ء کے لاہور میں لے آیا ہے - اس کا مطلب تھا کہ یہاں ابھی دو ایک سال ہی گزرے تھے جبکہ واپسی کا سفر کرتے ہوئے اسے اور عنبر ناگ کیٹی کو سینکڑوں برس گزر چکے تھے -

یہ بھی وقت کی عجیب بھول بھلیاں تھیں -

پیارے دوستو! جب تم بڑے ہو گے تو پڑھو گے کہ وقت اصل میں کوئی شئے نہیں ہے اور محض ہمارا وہم اور خیال ہے - تم نے فزکس کی کتابوں میں مشہور سائنس دان آئین سٹائن کی تھیوری ضرور پڑھی ہوگی کہ جب کوئی شئے روشنی کی رفتار پر چلنے لگتی ہے تو وقت رک جاتا ہے - اور اگر خلا باز اپنے خلائی جہاز کو روشنی کی رفتار کے ساتھ اڑاتا ہو کسی سیارے پر جاکر واپس آئے تو اسے سیارے میں آنے جانے میں ایک گھنٹہ یا ایک منٹ لگے گا مگر دنیا میں ہو سکتا ہے ایک سو سال

گزر چکا ہو اور اس کے بچے بوڑھے کھوسٹ ہو چکے ہوں یہ باتیں تمہیں عجیب لگیں گی - مگر دوستو یہ سائنس کی باتیں ہیں - جنوں بھوتوں کی طلسمی باتیں نہیں ہیں - یہ تمہیں سمجھنا ہوں گی اور بڑے ہو کر ان پہ غور کرنا ہوگا تاکہ تم بھی ترقی کر کے ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑے ہو سکو -

بہرحال ابھی تو ہم ماریا کی بات کرتے ہیں جو وقت کے غار سے اچانک پیچھے کو جھٹکا کھا کر ۱۹۸۴ء کے زمانے میں آچکی ہے اور اس وقت ظفر علی روڈ والی خشک نہر کے کنارے کنارے ماڈل ٹاؤن کی طرف سٹوڈنٹ اور اپنے پرانے دوست امجد سے ملنے جا رہی ہے فیروز پور روڈ پر پہنچی تو رات کے سوا دس بج چکے تھے یہاں ابھی تک کافی ٹریفک تھی - اب ماریا کو لاہور کی ماڈرن زندگی یاد آنے لگی تھی - اسے یاد آگیا کہ ماڈل ٹاؤن کی طرف یہاں بسیں بھی چلتی ہیں اور لوگ ان بسوں میں بیٹھ کر ماڈل ٹاؤن جاتے ہیں ماریا کو بس میں بیٹھنے کی حاجت نہیں تھی مگر وہ ماڈل ٹاؤن کا راستہ بھول چکی تھی

وہ ایک ایسی بس کے ساتھ ساتھ ہوا میں چلنے لگی - جس کے ماتھے پر ماڈل ٹاؤن لکھا ہوا تھا - جب یہ بس ماڈل ٹاؤن پہنچی تو ماریا کو علاقے کا نقشہ یاد آگیا - اب وہ خود بخود امجد کی کوٹھی کی طرف چلنے لگی - امجد کی کوٹھی اسی طرح تھی - صرف لان میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پودے بڑے ہو کر درخت بن چکے تھے۔ امجد کے کمرے میں بتی جل رہی تھی۔ ماریا کوٹھی کے لان میں سے گذر کر امجد کے کمرے کی کھڑکی کے پاس آگئی۔

اگست کا مہینہ تھا۔ کھڑکی کھلی تھی اور امجد کے کمرے میں پنکھا چل رہا تھا۔ وہ میز پہ کہنیاں رکھے۔ شاید کالج کا کام کر رہا تھا۔ ماریا نے محسوس کیا کہ امجد کچھ بڑا ہو گیا ہے اور اس نے مونچھیں رکھ لی ہیں۔ ماریا خاموشی سے کھڑکی میں سے گذر کر امجد کے کمرے میں داخل ہو گئی۔ عنبر ناگ ماریا کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کی وجہ سے آپ کو یاد ہو گا کہ امجد اور غزالہ کو ان کی خوشبو آنے لگی تھی۔

اب بھی ایسا ہوا کہ امجد کو ایک جانی پہچانی سی خوشبو محسوس۔ کاپی پہ تاریخ کے نوٹس لکھتے اس نے ناک سکیڑی فضا میں کچھ سونگھا۔ پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس کو تو خیال ہی نہیں آ سکتا تھا کہ ماریا واپس ماڈرن زمانے میں آئے گی۔ کیونکہ جاتی دفعہ عنبر ناگ ماریا نے امجد کو کہہ دیا تھا کہ اب وہ کبھی ماڈرن زمانے میں نہیں آئیں گے اپنے واپسی کے سفر میں ہی پیچھے کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔

اتنے میں امجد کی بڑی بہن دودھ کا گلاس طشت میں رکھ کر لائی اور اسے امجد کے پاس میز پہ رکھ کر بولی "

"امجد! دودھ پینا مت بھولنا۔ کل بھی پڑے پڑے ٹھنڈا ہو گیا تھا۔"

امجد نے آہستہ سے کہا۔ "نہیں بھولوں گا۔"

اس کی بہن واپس چلی گئی۔ امجد اپنے کام میں بے حد مصروف تھا۔ اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ ماریا نے دودھ کا گلاس میز چلا گیا؟ ابھی تو اس کی بہن رکھ کر گئی تھی۔ وہ حیران ہو کر کمرے میں دیکھنے لگا۔

اسے ماریا کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ امجد کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ "ماریا بہن! کیا یہ تم ہو؟ مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے"

ماریا نے دودھ کا گلاس میز پہ رکھ دیا۔ گلاس دوبارہ نظر آنے لگا

ماریا نے کہا۔ "ہاں امجد بھائی! میں ماریا ہوں۔"

"مگر۔۔۔ مگر ماریا بہن تم کیسے ماڈرن زمانے میں آ گئیں؟ تم لوگوں نے تو کہا تھا کہ اب کبھی اس زمانے میں نہیں آؤ گے"

ماریا نے آہ بھر کر کہا۔ "ہاں امجد بھائی ایسا ہی کہا تھا مگر۔ مگر میں صرف میں ایک احمقانہ حادثے کی وجہ سے واپس آ گئی ہوں۔ عنبر ناگ کیٹی تو قدیم یونان اور قدیم روم کے زمانے میں ہی ہیں۔

"مگر۔۔۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟"

ماریا نے ساری کہانی امجد کو سنائی۔ امجد مسکرا کر بولا۔

پر سے اٹھا لیا تھا اور وہ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو چکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ امجد نے نگاہیں کاپی پر جمائے ہاتھ گلاس کی طرف بڑھایا تو وہاں
پر کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے چونک کر دیکھا اسے دودھ کا گلاس کہاں
چلو۔ اس طرح اپنی بہن سے دوبارہ ملاقات ہو گئی۔"
ماریا نے کہا۔ "لیکن امجد بھائی میں بہت پریشان ہوں
میں جتنی جلدی ہو سکے واپس عنبر ناگ کیٹی کے زمانے میں
جانا چاہتی ہوں۔"

امجد بولا۔ "اس کے بارے میں بھی غور کر لیں گے۔ کوئی
نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ ابھی تم یہیں ہمارے پاس
رہنا۔ میں اوپر والا کمرہ صاف کر دوں گا۔ تم وہاں آرام کرنا۔"
ماریا نے پوچھا۔ "یہ تم کیا پڑھ رہے ہو؟"
امجد نے ماریا کو بتایا کہ وہ سیکنڈ ایئر میں داخل ہو گیا ہوا
ہے اور چھٹیوں کا کام کر رہا ہے۔ پھر ماریا نے اس سے غزالہ
کے بارے میں پوچھا۔ امجد نے بتایا کہ غزالہ کی شادی
ہو چکی ہے اور وہ شادمان کی ایک شاندار کوٹھی میں
اپنے خاوند اور بچے کے ساتھ رہتی ہے۔ ماریا نے کہا۔
"میں اسے ضرور ملوں گی۔"
"ہم کل ہی اس کے گھر چلیں گے۔" امجد نے کہا۔
اچانک امجد کی بہن کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کچھ حیران
حیران سی تھی۔
"یہ تم اکیلے کمرے میں کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

امجد پہلے تو گھبرایا پھر فوراً بولا۔
"کچھ نہیں آپی — میں — میں تاریخ کا سبق اونچی بول
کر یاد کر رہا تھا۔ اس میں ایک بادشاہ کے اپنی ملکہ کے ساتھ
مکالمے تھے۔"
امجد کی بہن نے آگے بڑھ کر کہا۔
"ذرا دکھاؤ تو کاپی — کہاں ہیں مکالمے؟"
امجد نے جلدی سے کاپی بند کر لی اور کہا۔
"کوئی بات نہیں آپی۔ میں — میں منہ زبانی یاد کر رہا تھا۔"
امجد کی بہن نے سانس بھر کر کہا۔
"امجد تمہارے سر پر جو ٹیلی ویژن کے ڈراموں میں اداکاری
کرنے کا بھوت سوار ہے۔ اس کو بھول جاؤ۔ میں جانتی ہوں
تم کسی ڈرامے کی ریہرسل کر رہے تھے۔"
امجد نے فوراً کہا۔ "ہاں آپی — میں — میں ایک سٹیج ڈرامے
کی ریہرسل کر رہا تھا۔ ہمارے کالج میں کھیلا جائے گا۔ بس
اس کے بعد کسی ڈرامے میں حصہ نہیں لوں گا۔"
بہن نے کہا: "اچھا چلو یہ دودھ پیو اور سو جاؤ۔ بہت
رات ہو گئی ہے۔ امی بھی ناراض ہو رہی ہیں کہ امجد اتنی
رات گئے تک کیوں کام کرتا ہے۔"
"اچھا آپی۔"
اور امجد دودھ پینے لگا۔ اس کی بہن سر کو آہستہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ ماریا نے مسکرا کر کہا۔ "بڑی محبت کرتی ہے تمہاری بہن تم سے۔"

امجد نے آہستہ سے کہا۔ "میری ایک ہی تو بہن ہے۔ اسے میرا بہت خیال رہتا ہے۔ ہم اکیلے بہن بھائی تو ہیں۔"

ماریا نے کہا۔ "اچھا امجد — اب تم آرام کرو۔ میں کل تمہارے پاس آؤں گی۔"

امجد نے کہا۔ "ماریا بہن! تم اوپر والے کمرے میں جا کر آرام کرو اس وقت کہاں جاؤ گی۔"

ماریا کہنے لگی۔ "تم شاید بھول گئے ہو کہ مجھے آرام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ویسے ہی سر چھپانے کو کہیں بیٹھ جاتی ہوں یا لیٹ جاتی ہوں۔ میں لاہور شہر کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ تم آرام کرو۔ میں صبح یا کل دوپہر کے وقت آؤں گی۔ پھر غزالہ کے ہاں چلیں گے۔"

ماریا امجد کی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ اس علاقے میں خاموشی ہو گئی تھی۔ سڑک پر بھی اب ٹریفک کا وہ شور نہیں رہا تھا۔ ماریا کا دل لاہور کے ریلوے سٹیشن کی سیر کرنے کو چاہ رہا تھا۔ وہ ریلوے سٹیشن کا راستہ بھول گئی تھی۔ اس نے ایک بس کو دیکھا جو شہر کی طرف جا رہی تھی۔ شاید یہ اس علاقے سے واپس جانے

والی آخری بس تھی۔ ماریا اس بس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑنے لگی۔ وہ زمین سے پانچ سات فٹ بلند ہو کر چل رہی تھی۔ کیونکہ اسے شہر کا راستہ اچھی سے نہیں آتا تھا۔

بس ریلوے سٹیشن کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

ماریا نے دیکھا کہ آدھی رات کے وقت بھی ریلوے سٹیشن پر بڑی رونق تھی۔ سٹیشن کے اندر بتیاں جگمگا رہی تھیں۔ ماریا سٹیشن کے لاؤنج میں داخل ہو کر پلیٹ فارم پر آ گئی۔ گیٹ پر چیکر کھڑا تھا۔ مگر وہ ماریا کو داخل ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے ماریا سے پلیٹ فارم کا ٹکٹ دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پلیٹ فارم پر کافی لوگ تھے۔ معلوم ہوا کہ راولپنڈی سے ایک ریل کار آ رہی ہے جس کو نو بجے پہنچنا تھا۔ مگر بارشوں کی وجہ سے راستہ خراب ہونے کی وجہ سے وہ پونے تین گھنٹے لیٹ آ رہی ہے۔

ماریا بھی ریل کار دیکھنے کے لئے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ریل کار آ گئی۔ مسافر اترنے لگے۔ اچانک ماریا کی نظر غزالہ پر پڑ گئی۔ وہ خوبصورت لباس پہنے اپنے بچے کو گود میں لئے ریل کار سے اتر رہی تھی ایک خوبصورت نوجوان نے آگے بڑھ کر اس کی گود سے بچہ لے لیا۔ اور پیار کرنے لگا ماریا قریب آ گئی۔ نوجوان نے کہا۔ "غزالہ! سفر میں تکلیف تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی ہو گی۔ ریل کار لیٹ ہو گئی۔

"کچھ نہ پوچھو جاوید ڈیئر۔ بیٹھے بیٹھے کمر دکھنے لگی ہے۔"

معلوم ہوا کہ یہ غزالہ کا خاوند تھا۔ غزالہ پہلے سے زیادہ صحت مند اور خوبصورت ہو گئی تھی۔ اس کا بچہ بھی بڑا خوبصورت تھا جو سو رہا تھا۔ خاوند نے ٹوکری اور بچہ غزالہ سے لیا اور پلیٹ فارم پر باتیں کرتے باہر کی طرف چلے۔

ماریا نے ابھی تک غزالہ پر اپنا آپ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ماریا نے دیکھا کہ غزالہ نے ایک بار ناک ذرا سا سکیڑ کر فضا میں کوئی مخصوص خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر پھر سر جھٹک کر اسے بھول گئی اور اپنے خاوند سے باتیں کرنے لگی کہ امی کیسی ہیں؟ بہنوں کا کیا حال ہے۔ کوہ مری میں بڑی بارش ہو رہی ہے۔ میں تو بارشوں سے تنگ آگئی تھی یونہی باتیں کرتے کرتے وہ ریلوے سٹیشن سے باہر آگئے۔

غزالہ کے خاوند نے بچہ اٹھا رکھا تھا۔ ٹوکری اس نے زمین پہ رکھی اور غزالہ سے کہا۔

"میں پارکنگ سے گاڑی نکال کر لاتا ہوں۔ تم اسی جگہ کھڑی رہو۔"

جاوید بچے کو اٹھائے جیب سے گاڑی کی چابی نکال کر اس طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے ٹیوٹا کرولا گاڑی کھڑی کر رکھی تھی، غزالہ پرس ہاتھ میں لئے خاموش کھڑی اپنے خاوند کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ ماریا اس سے کچھ فاصلے پر تھی۔ پھر بھی غزالہ فضا میں بار بار ایک مانوس سی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔ مگر وہاں اتنا ہنگامہ اور شور تھا کہ خوشبو کی طرف اسکا دھیان کم ہی جا رہا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اب اسے آگے بڑھ کر غزالہ سے بات کر لینی چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ اچانک ایک طرف سے ایک آدمی سکوٹر پہ سوار آیا اور دیکھتے دیکھتے غزالہ کے ہاتھ سے اس کا پرس چھین کر فرار ہو گیا۔ غزالہ نے شور مچا دیا۔

"جاوید! پکڑو۔ پکڑو۔ یہ چور میرا پرس لے گیا ہے۔"

لوگ سکوٹر سوار کی طرف دوڑے مگر وہ چور سکوٹر کو تیزی سے نکال کر لے گیا تھا اور اب ایمپریس روڈ پہ شملہ پہاڑی کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ ماریا بھلا یہ منظر خاموشی سے کیسے دیکھ سکتی تھی۔ اس کا خون کھول اٹھا تھا۔ وہ ایکدم اپنے پاؤں پر اچھلی اور ہوا میں دس پندرہ فٹ بلند ہو گئی اور اس نے جیٹ طیارے کی طرح ہوا میں ایک غوطہ لگایا اور سکوٹر سوار کے سر پہ پہنچ گئی۔

سکوٹر سوار پرس آگے سکوٹر کی ٹوکری میں رکھے بڑی تیزی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے گاڑیوں اور رکشوں میں سے نکل کر سکوٹر کو بڑی سپیڈ پر بھگائے لئے جا رہا تھا۔ جب وہ ریڈیو سٹیشن کی عمارت کے قریب پہنچا تو اسے ایک دھچکا لگا اور سکوٹر کی رفتار کم ہوتے ہوتے سکوٹر رک گیا۔ وہ حیران ہوا کہ سکوٹر کی موٹر چل رہی تھی اور سکوٹر رک گیا تھا۔ ماریا نے سکوٹر کو آگے سے پکڑ کر ایک جگہ روک دیا تھا۔

پرس چور سکوٹر سوار نے جلدی سے ٹوکری میں سے پرس اٹھایا اور سکوٹر وہیں پھینکا اور ایک طرف کو بھاگا۔ لیکن ماریا سے بچ کر وہ کہاں جا سکتا تھا۔ ماریا تو اس کے سر پر موجود تھی پرس چور بائیں طرف والی کوٹھیوں کے درمیان کی گلی میں دوڑا یہاں اندھیرا تھا۔ ماریا نے بڑے آرام سے پرس چور کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ وہ چوہے کی طرح ماریا کے ہاتھ میں لٹکنے لگا اس کا رنگ فق ہو گیا وہ سمجھا کہ اسے کسی بھوت نے پکڑ لیا ہے۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے غزالہ کا پرس لے لیا اور پرس چور کو زور سے کوٹھی کی دیوار کے ساتھ دے مارا۔ پرس چور کا سر پھٹ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے لئے اتنی سزا ہی کافی تھی۔

ماریا غزالہ کا پرس لے کر بڑی تیزی سے درختوں کے اوپر سے اڑتی ہوئی واپس ریلوے سٹیشن کے باہر آ گئی۔ وہاں

لوگ جمع تھے۔ جاوید نے پولیس کو بلا لیا تھا۔ وہ چور کو پکڑنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ پولیس کے سپاہی ٹال مٹول کر رہے تھے کہ جناب چور بھاگ گیا ہے۔ آپ نے سکوٹر کا نمبر بھی نوٹ نہیں کیا۔ اب ہم اسے کہاں تلاش کریں۔ چل کر تھانے رپٹ درج کرا لیں۔ یہ کہہ کر سپاہی چلے گئے۔ لوگ بھی ادھر ادھر ہو گئے۔ غزالہ نے کہا۔

"جاوید! میرے پرس میں میرا سارا زیور تھا۔ میں نے کتنی غلطی کی کہ راستے میں زیور اتار کر پرس میں رکھ لیا۔"

جاوید نے گاڑی کا دروازہ کھول کر کہا۔

"چلو گھر تو چلو۔ پولیس میں رپٹ درج کرا دیں گے۔ اگر قسمت میں ہوگا تو پرس مل جائے گا۔"

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر غزالہ کا بچہ سو رہا تھا۔ غزالہ سخت مایوس ہو کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ میو روڈ کی طرف سے ہو کر نہر کے کنارے آ گئے اور پھر شادمان کے علاقے میں داخل ہو کر اپنی کوٹھی کے گیٹ میں سے گزرتے ہوئے پورچ میں رک گئے۔ اندر سے غزالہ کی ساس اور سسر اور بہن بھی آ گئیں۔ جب انہیں پرس کی چوری کا علم ہوا تو بڑا غم کرنے لگیں۔ جاوید نے کہا۔

"بھئی میں ابھی جا کر تھانے رپورٹ درج کراتا ہوں۔ پرس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مل جائے گا۔ فکر نہ کریں۔"

غزالہ برآمدے میں ایک طرف اداس سی کھڑی تھی۔ نوکر نے سوئے ہوئے بچے کو اٹھایا اور اندر لے گیا۔ اتنے میں غزالہ کو ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے چہرہ اوپر اٹھا کر فضا میں سونگھا۔

ایک سیکنڈ میں کسی نے اس کا پرس زیوروں سے بھرا ہوا اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ خوشی سے غزالہ کی چیخ نکل گئی سب نے جب غزالہ کا پرس اس کے ہاتھوں میں دیکھا تو تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"غزالہ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا پرس سکوٹر سوار چھین کر لے گیا تھا؟" جاوید نے پوچھا۔

غزالہ نے کہا "ہاں، وہ میرے ہاتھ سے چھین کر لے گیا تھا۔"

"تو پھر یہ پرس واپس کہاں سے آ گیا؟" اس کے سسر نے کہا۔ غزالہ کو اب ماریا کی خوشبو بہت قریب سے آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ماریا نے اس کی مدد کی ہے۔ اسی نے وہ پرس اسے واپس لا کر دیا ہے۔ اور وہ اس وقت یقیناً اس کے پاس ہی کھڑی ہے۔ مگر وہ سب کو ماریا کے بارے میں نہیں بتا سکتی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"غزالہ! آئندہ زیور پرس میں نہ رکھا کرو۔"

غزالہ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "نہیں رکھوں گی ماریا بہن!"

اس کے خاوند نے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ ــــ یہ تم کس سے بات کر رہی ہو۔ یہاں تو کوئی ماریا نہیں ہے۔"

غزالہ فوراً سنبھل گئی کہنے لگی۔

"بھئی میں کہہ رہی تھی کہ آئندہ زیور پرس میں نہیں رکھا کروں گی۔ چلو اندر چلتے ہیں۔ مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔"

کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ غزالہ کا پرس گم ہو کر اچانک اس کے پاس واپس کیسے آ گیا۔ جاوید کی بہنیں تو آپس میں کہنے لگیں کہ یہ اس کی چال تھی۔ پرس کہاں گم ہوا تھا۔ اس کے پاس ہی تھا۔ ڈرامہ کھیل رہی تھی بھابی ــــ وہ سب لوگ کوٹھی کے اندر چلے گئے۔ غزالہ کے خاوند کو یقین تھا کہ پرس چور لے گیا تھا اور اب کوئی غیبی طاقت اسے غزالہ کو واپس دے گئی ہے۔ مگر یہ غیبی طاقت کونسی تھی؟ یہ بات جاوید کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ غزالہ بہت نماز روزہ کی پابند ہے۔ ہو سکتا ہے کسی غیبی بزرگ نے اس کی مدد کی ہو۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ یہ سوچ کر جاوید کے دل میں اپنی بیوی غزالہ کی عزت اور بڑھ گئی۔

غزالہ منہ ہاتھ دھونے کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے غسل خانے میں چلی گئی۔ جاوید بچے کو سلا کر غزالہ کے بستر پر نئی چادر بچھا رہا تھا۔ ماریا بھی غسل خانے میں آ گئی۔ غزالہ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ماریا بہن! تم آ گئی ہو ناں؟"

"ہاں غزالہ! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ آ گئی ہوں۔ مگر بڑی مجبور ہو کر واپس آئی ہوں۔"

پھر ماریا نے غزالہ کو بھی دھیمی آواز میں اپنی ساری کہانی سنا ڈالی۔

غزالہ نے کہا۔ "ماریا بہن! میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم نے میرا پرس مجھے واپس دلا دیا۔ اگر اتفاق سے تم وہاں پر موجود نہ ہوتیں تو میرے زیور مجھے کبھی نہیں مل سکتے تھے۔ اب تم ہمارے پاس ہی رہو۔ کیا تم امجد سے ملی ہو؟"

"ہاں۔ اس سے مل کر ریلوے سٹیشن کی سیر کو آئی تھی کہ اتفاق سے تم سے ملاقات ہو گئی۔ مگر غزالہ! میرا واپس جانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ عنبر ناگ کیٹی تو اس زمانے میں آ نہیں سکتے ہیں اکیلی یہاں رہ کر کیا کروں گی۔ میرا ان کے پاس واپس جانا بہت لازمی ہے۔

بہر حال میں پھر آؤں گی اور اس پر غور کریں گے۔"

غزالہ کہنے لگی۔ "تم میرے پاس ہی ٹھہر جاؤ۔ تمہیں کون دیکھے گا۔ جہاں چاہے سو جانا۔"

ماریا ہنس کر بولی۔ "امجد بھی یہی کہہ رہا تھا۔ مگر تم آرام کرو۔ میں امجد کی کوٹھی کے اوپر والے کمرے میں جا کر باقی رات کاٹ لوں گی۔ کل پھر آؤں گی۔"

اچانک باہر سے جاوید کی آواز آئی۔ "غزالہ یہ تم اندر کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

غزالہ نے بلند آواز سے کہا۔ "اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہوں۔" اور غزالہ ہنس پڑی۔ ماریا نے کہا۔ "اچھا اب میں جاتی ہوں۔" اور غزالہ نے محسوس کیا کہ ماریا کی خوشبو غسل خانے سے غائب ہو گئی ہے۔ جب وہ باہر نکلی تو جاوید نے بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ اپنی بیوی غزالہ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔

"غزالہ! تم میری بیوی بھی ہو مگر بڑی عظیم عورت بھی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم اندر جس بزرگ سے باتیں کر رہی تھیں یہ وہی بزرگ تھے جنہوں نے تمہارا پرس واپس دلایا تھا۔ کیا تم مجھے ان بزرگ سے نہیں ملواؤ گی؟"

غزالہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور یہ کہہ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔

"ضرور ملاقات کراؤں گی۔ وقت آ لینے دو۔"

دوسری طرف ماریا جب امجد کی کوٹھی کے قریب پہنچی تو رات کافی گزر چکی تھی اور سارا علاقہ خاموش اور سنسان تھا۔ امجد کی کوٹھی میں اندھیرا تھا۔ صرف برآمدے کا بلب جل رہا تھا۔ امجد کے کمرے میں بھی اندھیرا تھا۔ سب گہری نیند سو رہے تھے۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین سے اچھل کر اوپر والے کمرے کے قریب آئی تو اسے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور پھر دو آدمیوں کے آپس میں کھسر پھسر کرنے کی آواز بھی سنائی دی۔ ماریا تیزی سے دوسری طرف چلی گئی۔ اس نے دو نقاب پوش آدمیوں کو رسی کی مدد سے کوٹھی کی چھت پر کودتے دیکھا۔ چھت پر کودنے کے ساتھ ہی وہ وہیں چھجے سے سر چھپا کر بیٹھ گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نقاب پوش کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر اور دوسرے کے ہاتھ میں پستول تھا۔

○

★ یہ نقاب پوش کون تھے؟

★ ماریا ۱۹۸۴ء کے لاہور سے واپس تین ہزار سال پیچھے کیسے پہنچی؟

★ کیٹی ناگن کے روپ میں یونانی سپیرے کے ساتھ ہندوستان پہنچی تو اس کو کن سنسنی خیز واقعات سے گزرنا پڑا؟

★ ناگ عنبر جو عراق کی طرف جا رہے تھے ان کے ساتھ کیا گزری؟

★ ان سوالوں کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے جواب عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۹ "ناگن مجھے کاٹو" میں پڑھئے اور لطف اٹھائیے۔